"مولود کعبہ کون؟" جیسی علمی و تحقیقی کتاب پر کیے گئے

سفلی اعتراضات کا محاسبہ

مصنف:

قاری محمد لقمان

آپس کا حساب ہے، اِسے بھی پڑھیے　　دشمن کا جواب ہے، اِسے بھی پڑھیے

پڑھ لی ہو اگر آپ نے اوروں کی کتاب　　یہ میری کتاب ہے، اِسے بھی پڑھیے

"مولود کعبہ کون؟" جیسی علمی و تحقیقی کتاب پر کیے گئے

"سفلی اعتراضات کا محاسبہ"

مُصنّف

قاری محمد لقمان

ناشر

دار التحقیق جامعہ محمدیہ فاروقیہ رضویہ
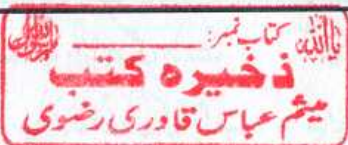
نام کتاب	☆	سفلی اعتراضات کا محاسبہ
مصنف	☆	قاری محمد لقمان
کمپوزنگ	☆	حافظ احمد رضا
ناشر	☆	جامعہ محمد یہ فاروقیہ رضویہ
سن طباعت	☆	1432ھ۔2011ء

ملنے کے پتے

☆ دارالاسلام، دکان نمبر 5، بیسمنٹ جیلانی سنٹر احاطہ شاہدریاں، اردو بازار لاہور۔

Mob: 03219425765

☆ نعیمی کتب خانہ، الحمد مارکیٹ اردو بازار لاہور۔ Mob: 03008011850

☆ مکتبہ جلالیہ صراط مستقیم، نزد فواہ چوک گجرات۔ Mob: 03006216496

☆ مکتبہ ضیائیہ، اقبال روڈ کمیٹی چوک راولپنڈی۔ Mob: 03455808018

فہرست

انتساب

السید الشریف النظیف اللطیف

الماہر العریف، ذو العز و التشریف، الغنی عن التوصیف، الاستاذ السید

امیر حسین الحسینی المشہدی

کی ذات گرامی اور ان قارئین کے نام جو خواجہ فرید کے اس

فرمان ''رہ تحقیقی، سلک فریدی، کر منظور تھی مسرور'' پر غور کریں۔

ابتدائیہ

الحمدلله الذی هداناو کفاناواٰواناعن الرفض والخروج و کل بلآء نجاناوالصلوۃوالسلام علیٰ سیدناو مولٰناو ملجاناو ماوٰنامحمدواله وصحبه الاولین ایماناوالاحسنین احساناوالامکنین ایقانا۔ آمین !

(تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں ہدایت دی، رفض وخروج سے کفایت وپناہ اور ہر بلا سے نجات عطا فرمائی۔ اور صلاۃ وسلام ہو ہمارے آقا و مولیٰ، ملجا و ماوی سیدنا محمد ﷺ اور ان کی آل وصحابہ پر جو ایمان لانے میں پہلے، نیکی میں احسن اور ایمان ویقین میں پختہ ہیں۔ آمین !)

قارئین کرام ! کافی عرصہ سے کچھ علماء کرام کی خواہش تھی کہ ''مولود کعبہ کون؟'' جیسے مسئلہ پر بھی ایک ایسی کتاب ہونی چاہیے جو مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو محیط ہو اور افراط وتفریط سے پاک، زبان وبیان کی نظافت وطہارت کی حامل ہونے کے ساتھ اکابرین اہل سنت کے صحیح موقف کی ترجمان بھی ہو، تا کہ تحقیق وتدقیق کے شائق خاص وعام اس موضوع پر بھی تشنگی محسوس نہ کریں؛ اور اظہار حق کے بعد انھیں قبول حق میں کسی قسم کا تأمل نہ ہو۔ الحمدلله علیٰ احسانه وبفضل رسوله یہ توفیق ہمیں ملی اور ہم نے محض نیک نیتی سے اس موضوع پر دلائل جمع کرنے کی ممکنہ کوشش کی۔

اگر چہ یہ انتہائی کٹھن کام تھا جس کی ایک وجہ اس معاملہ میں لوگوں کا مختلف الرائے ہونا بھی تھا۔ مثلاً: بعض کہتے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی بھی فرد بشر کعبہ میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ بعض کے خیال میں مولود کعبہ صرف حضرت علی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔■ جب کہ کثیر کتب حدیث واصول حدیث، نسب، رجال اور تاریخ میں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کا تذکرہ تھا۔ پس ایسی صورت میں دلائل قویہ سے اس مسئلہ کی توضیح بغیر شدید محنت کے ممکن نہ تھی۔

اللہ رحم فرمائے باہر الفضائل، طاہر الشمائل حضرت علامہ مولانا الحاج مقبول احمد رضوی دام بالفیض الباطنی والظاہری پر جنھوں نے نہ صرف ہمیں اس معاملہ میں محنت کا ذہن دیا بلکہ ناگزیر ضرورت ''کتب'' کی فراہمی پر بھی خطیر رقم خرچ کی اور مسئلہ ہذا کی مزید تفتیش و تنقیح کے لیے دور دراز لائبریریوں کی طرف کیے گئے اسفار کے اخراجات بھی برداشت کیے۔ اس طرح اللہ پاک کے فضل و کرم اور استاذ گرامی کی برکت سے تقریباً سوا سو کتب کے حوالوں سے مزین و مرصع کتاب ''مولود کعبہ کون؟'' منظر عام پر آئی جسے معتد بہ علماء کرام نے بے حد پسند فرمایا۔

اس کتاب میں

دلائل سے بیان کیا گیا ہے کہ: ''مولود کعبہ'' صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ کے علاوہ کوئی ''مولود کعبہ'' نہیں؛ حتیٰ کہ ہمارے آقا و مولیٰ، ملجا و ماوی سیدنا علی (فداہ روحی وجسدی) کو جو ''مولود کعبہ'' کہا جاتا ہے اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں، اور یہ بھی ایک ایسی کمزور بات ہے جو اجلہ حفاظ حدیث، اولیاء کاملین اور علماء و

■ اور اسی مکتب فکر سے وابستہ بعض لوگ اسے بیان کرتے ہوئے ایسی مخترعات کا سہارا بھی لیتے تھے جو از قبیل افراط ہونے کی وجہ سے شرعاً نامحمود و قابل گرفت تھیں۔

محققین کے نزدیک صحیح نہیں۔ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت شعب بنی ہاشم میں اس گھر میں ہوئی جسے مسلمان ''مولد علی'' کے نام سے یاد کرتے تھے اور اس کے دروازے پر بھی مکتوب تھا: ''ھذا مولد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب'' یعنی یہ حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ ہے۔ اور اہل مکہ کے نزدیک بھی بلا اختلاف یہی ''مولد علی'' تھا۔

جن محدثین، مفسرین، مؤرخین، نسابین، فقہا اور علما کے حوالے سے یہ بات بیان کی گئی ان میں سے کچھ کے اسمائے گرامی پیش خدمت ہیں۔■

(ا.. ا.. [illegible] ہے کہ ان میں علم و فضل کے ایسے ایسے شہنشاہ بھی ہیں جن کی مثال زمانہ آج تک پیش نہیں کر سکا۔)

{1} امام علی بن عثام {2} امام مصعب بن عبداللہ {3} امام مسلم بن حجاج {4} علامہ محمد بن حبیب (ابو جعفر بغدادی) {5} امام محمد بن عبداللہ (ازرقی) {6} امام زبیر بن بکار {7} امام احمد بن یحیٰ (بلاذری) {8} امام محمد بن حبان {9} امام حمد بن محمد (خطابی) {10} حافظ احمد بن علی (ابن منجویہ) {11} علامہ عبدالملک بن محمد {12} حافظ احمد بن عبداللہ (ابو نعیم) {13} امام یوسف بن عبداللہ (ابن عبدالبر) {14} امام عبدالکریم بن محمد {15} حافظ علی بن حسن (ابن عساکر) {16} امام عبدالرحمن بن علی (ابن جوزی) {17} امام مبارک بن محمد {18} امام علی بن محمد (ابن اثیر) {19} امام عثمان بن عبدالرحمان (ابن الصلاح) {20} علامہ

■ ان علما کی عبارات و بقیہ تفصیل ''مولود کعبہ کون؟'' میں ملاحظہ فرمائیں!

محمد بن مکرم (ابن منظور){21} حافظ یوسف بن عبدالرحمٰن {22} امام محمد بن احمد (ذہبی) {23} علامہ خلیل بن ایبک (صفدی){24} امام اسماعیل بن عمر (ابن کثیر){25} علامہ عمر بن علی (ابن ملقن){26} حافظ عبدالرحیم بن حسین (زین الدین عراقی) {27} علامہ احمد بن حسن (ابن قنفذ){28} امام احمد بن علی (ابن حجر){29} امام محمود بن احمد (بدرالدین عینی){30} علامہ یوسف بن تغری{31} حافظ عبدالرحمان بن ابوبکر (سیوطی) {32} حافظ احمد بن عبداللہ{33} علامہ حسین بن محمد (دیار بکری){34} علامہ عبدالرؤف بن تاج العارفین (مناوی){35} علامہ محمد بن محمد (مرتضٰی زبیدی){36} علامہ محمد بن علی {38} علامہ احمد بن محمد (خفاجی){39} امام یحیٰی بن شرف (نووی){40} علامہ محمد بن عمر (سفیری){41} مفتی محمد بن احمد (ابن الضیاء){42} علامہ علی بن برہان الدین (حلبی) {43} امام خلیفہ بن خیاط {44} علامہ محمد بن احمد (ابن جبیر){45} علامہ خالد بن عیسیٰ (ابوالبقا){46} علامہ احمد بن علی (مقریزی){47} امام محمد بن احمد (فاسی) {48} مفتی محمد امجد علی بن جمال الدین (صدرالشریعہ){49} مفتی احمد یار خاں بن محمد یار نعیمی {50} علامہ احمد بن زینی دحلان {51} مفتی جلال الدین احمد بن جان محمد {52} مؤرخ کامل بن حسین{53} مؤرخ احمد بن محمد {54} سیرت نگار محمد بن محمد حسن {55} مؤرخ ابراہیم رفعت پاشا وغیرہ

....

قارئین باتمکین! اختلاف کی شاہ راہ بڑی وسیع وعریض ہے صرف ہمارے بیان کردہ موقف سے ہی نہیں، دلائل سے کسی بھی فرعی مسئلہ میں علمی اختلاف بعید ہے اور نہ ہی

قابل مذمت؛ البتہ "پلے نہ دھیلا تے کرے میلا میلا" والا شوق لائق تحسین ہے اور نہ ہی جذبہ "بطر الحق"۔ مگر افسوس کہ بعض اہل سنت کہلانے والوں نے کسی کے اشارے پر یا بر بنائے تکبر حق سے اعراض کرتے ہوئے "پلے کچھ نہ ہوتے ہوئے بھی" ہماری اس خالص علمی و تحقیقی اور مہذب کتاب کے خلاف بے جا محاذ آرائی شروع کردی جن میں جامعہ اسلامیہ لاہور کے بانی مفتی محمد خان اور ان کے رفقا ہماری معلومات کے مطابق خشت اول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر بار خاطر نہ ہو تو یہاں فراز کا ایک شعر ملاحظہ فرمالیں جو اس بے سروساماں لشکر کے سپہ سالار کے بالکل حسب حال ہے۔

تو یہیں ہار گیا تھا میرے بزدل دشمن
مجھ سے تنہا کے مقابل تیرا لشکر نکلا

لیکن اس کے باوجود "حیدر کرار" کی افراط سے پاک محبت اور آپ کی نظر عنایت سے

میں تو مقتل میں بھی قسمت کا سکندر نکلا
قرعہ فال میرے نام کا اکثر نکلا

قارئین! ان کے تحریر کردہ مضامین و مقالات اگر تو صدق و اخلاص اور تحقیق پر مبنی ہوتے تو ہم خیر مقدم کرتے، لیکن افسوس کہ ان چیزوں سے ان کا دامن یکسر خالی ہے۔

اور آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے اپنی کتاب "مولود کعبہ کون؟" میں جہاں یہ عرض کی ہے کہ: ہم نے "مہذب انداز میں" علمی دلائل سے اپنا موقف بیان کیا ہے اگر کسی صاحب علم کو اس سے اختلاف ہو تو اسے چاہیے کہ دلائل سے اظہار رائے کرے،

ان شاء اللہ ہم خیر مقدم کریں گے۔ وہاں یہ بھی اشارہ کیا ہے کہ: اگر ویسے ہی کیچڑ اچھالنے کی سعی نا مشکور کی جیسے فی زمانہ معمول ہے تو ہم بھی اس کا جواب، ''جواب آں غزل'' کے طور پر اسی لہجہ میں دینے پر مجبور ہوں گے۔ کیوں کہ ۔

وَبَعضُ الحِلمِ عِندَ الجَهلِ لِلذِلَّةِاِذعَانٌ

وَفِی الشَّرِّ نَجَاۃٌ حِی نَ لَایُنجِیکَ اِحسَانٌ

(مفہوم) بعض اوقات کسی کی جہالت خاموشی سے برداشت کر لینا باعث ذلت ہو جاتا ہے اور جب احسان و نرم خوئی سے سامنے والا ناجائز فائدہ اٹھائے اور اسے سمجھانا نافع نہ ہو تو پھر کامیابی ''اینٹ کا جواب پتھر سے'' دینے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ (مولود کعبہ کون؟، ص12,13)

لہٰذا اسی کے پیش نظر ہم نے ان تمام مضامین کا جو صدق و اخلاص سے دور، ذہنی و فکری ناپختگی، بچکانا طرز تحریر اور مضحکہ خیز بحث و استدلال کا بہترین مجموعہ ہونے کے ساتھ محض کیچڑ اچھالنے کی نیت سے نظم و نثر اور طنزیہ انداز میں ہمارے خلاف لکھے گئے ہیں، ■ ''جیسا منہ ویسا ہی تھپڑ'' کے طور پر جواب دینے کی ٹھان لی ہے۔ اور اس طرح جواب دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے اپنے کسی مخالف معاصر کو ہدف تنقید بنایا ہے اور نہ ہی دائرہ تہذیب سے اعتزال کرتے ہوئے سوقیانہ کلام کیا ہے۔ مثلاً: عظمت شاہ نامی ایک صاحب کی کئی سال قبل لکھی گئی

■ یا آئندہ لکھے جائیں گے۔

ایک کتاب ہمارے پیش نظر تھی (بقول شاہ صاحب: اس میں زمانہ طالب علمی کی فروگزاشتیں بھی ہیں۔) تو اگر ہم ان پر تنقید کرنا چاہتے، کر سکتے تھے؛ لیکن ہم نے ان کے پیش کردہ ''قابل تکلم'' حوالہ جات کا دلیل سے رد تو کر دیا مگر شاہ صاحب پر بالکل کلام نہیں کیا۔ اور اس بات کا انہی کو نہیں، ''مولود کعبہ کون؟'' کے ہر قاری کو اعتراف ہے۔ لیکن اس تہذیب و شرافت کا لحاظ نہ کرتے ہوئے بھی اگر کوئی ہمارے متعلق غلط زبان استعمال کرے تو اسے یہ قول فضل بن عباس ذہن نشین کر لینا چاہیے۔

لَاتطْمَعُوااَن تُہِینونَاوَنُکرِمَکُم   وَاَن نَّکُفَّ الْاَذی عَنْکُم وَتُؤذُونَا

(یہ امید نہ رکھنا کہ تم ہماری توہین کرو اور ہم تمھاری تعظیم کریں۔ اور نہ ہی اس کی امید رکھنا کہ تمھاری ایذا رسانی کے باوجود ہم تمہیں تکلیف نہیں دیں گے)

کیوں کہ ہم تو اس ''حیدر کرار'' کے غلام ہیں جس نے خیبر کے موقع پر اپنے حریف کو کہا تھا ع

اُوفِیُھِم بِالصَّاعِ کَیلَ السَّندَرَہ

(میں وہ ہوں جو چھوٹے پیمانہ ''صاع'' کے بدلے بڑا پیمانہ ''سندرہ'' دیتا ہوں)

پنجابی میں اس کا مفہوم یوں سمجھیں: ''میں وہ ہوں جو پڑوپی کے بدلے ٹوپا دیتا ہوں۔'' اس لیے ہم بھی حق غلامی ادا کرتے ہوئے اپنے آقا کے اسی فرمان کو مدنظر رکھیں گے اور جیسی پڑوپی ویسا ٹوپا دیں گے۔ (ہاں بعض کو پڑوپی کے عوض پڑوپی ہی عطا ہوگی۔ مگر یہ خصوصی رعایت صرف ایک بار ہے)

....

ضروری باتیں

قارئین باتمکین! اس سے قبل کہ جوابات کا سلسلہ شروع کیا جائے کچھ ضروری باتیں سماعت فرمالیں۔

☆ ہماری کتاب کے خلاف مضامین لکھوانے اور شائع کرنے میں جس شخص نے نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ ماہنامہ ''سوئے حجاز'' کا مدیر■ اور سہ ماہی رسالہ ''انوار رضا'' کا چیف ایڈیٹر (یعنی مدیر اعلیٰ) ملک محبوب نامی ایک صحافی ہے۔ اس نے رسالہ ''انوار رضا'' میں یہ سارے مضامین جمع کیے ہیں اور انھیں ''مولود کعبہ نمبر'' سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ کہتا ہے: ''پیش نظر مولود کعبہ نمبر میں ہم نے منتشر مواد کو یکجا کرنے کی کوشش کی ہے اور کچھ اسکالرز سے مضامین لکھوائے ہیں۔'' (مولود کعبہ نمبر، ص 9)

خیر مختلف موضوعات پر مضامین لکھوا کر شائع کرنا تو اس کا کاروباری مشغلہ ہے، ہمیں اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے آخر اس کے ساتھ بھی تو پیٹ ہے؛ لیکن اس نے ''بے حیا باش ہر چہ خواہی کن'' کا جلوہ دکھاتے ہوئے ''مولود کعبہ کون؟'' میں استعمال کی گئی انتہائی طیب و شریف اور خالص علمی زبان کے خلاف جوژاژ خائی پر مبنی بعض مضامین شائع کیے ہیں ان کی خبر گیری ہمارا حق ہے۔

☆ ہم اس کے شائع کردہ صرف ان مضامین پر ہی جرح قدح کریں گے جن کا تعلق ''مولود کعبہ'' سے ہو گا۔

■ یہ ذہن میں رہے کہ مدیر کا ایک معنیٰ ''چکر باز'' بھی ہوتا ہے۔

اس امر کا اظہار اس لیے ضروری تھا کہ مدیر صاحب نے ''مولود کعبہ نمبر'' میں مسئلہ مولود کعبہ سے ہٹ کر بھی بہت کچھ شائع کیا ہے تا کہ کتاب کا حجم بڑھے اور سیدھے سادے مسلمان کتاب دیکھتے ہی مرعوب ہو جائیں۔ اور اسی خاص مقصد کے لیے اپنے ماہنامہ میں سہ ماہی نمبر کی ان الفاظ میں تشہیر بھی کی ہے: ''چار سو سے زیادہ صفحات پر محیط''۔ لیکن قارئین! خدا کی پناہ آپ اس بدگمانی میں مبتلا ہو جائیں کہ: ''محیط صاحب'' چار سو سے زیادہ ''مولود کعبہ'' سے متعلقہ مواد پر مشتمل صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہیں؛ نہیں نہیں! اس میں ''چار سو سے زیادہ'' صرف چار صفحے ہیں جن میں سے ایک لسی جامعہ، دوسرا امیفکو فین، تیسرا ایک انجمن اور چوتھا پنڈی کو چز کا احاطہ کیے ہوئے ہے.......... کچھ سمجھے!

☆ ہمارا مقصد مدیر اعلیٰ کی طرح قارئین کو ''حجم کے ذریعے'' کھوکھلا سہارا دینا ہے اور نہ ہی پیسے کمانا، اس لیے ہم ''حُجم'' کے بجائے ''خیر الکلام ماقل و دل ولم یمل'' ■ کو سامنے رکھیں گے۔ اور امید ہے کہ وہ قارئین جنھوں نے ''مولود کعبہ کون؟'' اور ''مولود کعبہ نمبر'' کو بنظر انصاف دیکھا ہے زیر نظر مختصر مگر مدلل کتاب پڑھ کر ہو سکا تو ملک محبوب کو سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اشعار ضرور سنائیں گے

کانکم خشب جوف اسافلہ

مثقب فیہ ارواح الاعاصیر

■ بہترین کلام وہ ہے جو قلیل مگر پر دلیل ہو اور سامع کو بھی ملال میں نہ ڈالے۔

الا طعان الا فرسان عادیۃ

الا تجشو کم حول التنانیر

(تم ان لکڑیوں کی طرح ہو جو بظاہر بڑی مضبوط لیکن اندر سے کھوکھلی ہوتی ہیں اور تیز ہوا کا بگولا بھی ان میں سوراخ کر دیتا ہے۔ تمہیں نیزے چلانے سے کوئی غرض ہے نہ گھوڑے بھگانے کا تجربہ، تمھارا مشغلہ تنوروں کے پاس بیٹھ کر پیٹ بھرنا اور روٹیاں پھاڑنا ہے)

☆ چونکہ ہمارے مُخاطَب معترضین ہی نہیں، سمجھ دار قارئین بھی ہیں، اس لیے "ورب اشارۃ ابلغ من لفظ" (بہت سے اشارے الفاظ سے زیادہ واضح ہوتے ہیں) کے پیش نظر بعض باتیں کنایۃً بھی ہوں گی۔

☆ ہوسکتا ہے ہمارے بعض الفاظ و اشارات ان نازک مزاج قارئین کے خلاف مزاج ہوں جنھوں نے "مولود کعبہ کون؟ اور مولود کعبہ نمبر" کا انداز تکلم ملاحظہ نہیں فرمایا، لیکن اس سلسلہ میں ہمیں معذور سمجھا جائے کیوں کہ ہم نے پہل نہیں کی۔ "والبادیء اظلم" اور ظالم وہی ہوتا ہے جو پہل کرے۔ (الامثال لابن سلام، باب الانتصار من الظالم، ص269)

☆ ملک محبوب کے "نمبر" میں بعض ایسے مضامین بھی ہیں جو نہ صرف سیدنا علی بلکہ سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر باندھے گئے کذب پر مشتمل ہیں۔ نیز رافضی اصطلاحات، مثل: "قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ" اور روافض، مثل: "شیخ مفید" وغیرہ کا ذکر بھی موجود ہے۔ اس سے قبل کہ یہ مزید گل کھلائے، "مکائد روافض سے آگاہ" علماء اہل سنت سے گزارش ہے کہ سنی کہلانے والے اس "صحافی" کی خبر لیں کہیں یہ

''آستین کا سانپ'' ہی نہ ہو!

نیز جو لوگ اس کے رسالہ کا صرف نام دیکھ کر ہی اسے انوار رضا کا معدن اور افکار رضا کا ترجمان سمجھتے ہوں گے ان کی خدمت میں بھی عرض ہے کہ اسے کہیں: اگر تو نے اپنے رسالے کا نام ''انوار رضا'' محض دھوکا دہی کے لیے نہیں رکھا تو اس میں امام احمد رضا طاب اللہ ثراہ ونور اللہ ضریحہ کا رسالہ ''رد الرفضہ'' بھی شائع کر کیوں کہ یہ بھی تو انوار رضا کی ہی ایک نورانی کرن ہے!

پھر صحابی رسول سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرنے والوں کے بارے میں ''فتاوی رضا'' سے یہ بھی کبھی نقل کر دے: ومن یکون یطعن فی معاویة فذاك کلب من کلاب الهاویة ۔ جو حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر طعن کرے وہ جہنم کے کتوں میں سے ایک کتا ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج 29، ص 264) تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ رسالہ ''انوار رضا'' کا معدن ہے یا ''انوار شیعہ'' کا۔

☆......☆......☆

تواضع نامہ

''مولود کعبہ نمبر'' میں سب سے پہلی تحریر ''بصورت مکتوب'' مفتی محمد خان صاحب کی ہے جس کا عنوان ہے ''مکتوب خصوصی'' از...... حضرت محقق العصر مولانا مفتی محمد خان قادری۔

مفتی صاحب نے اس مکتوب میں انوار رضا کے چیف ایڈیٹر کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے: محترم مجیب اہل سنت محبوب الرسول قادری......(مولود کعبہ نمبر، ص 11)

گویا ''من ترا حاجی بگویم تو مرا ملا بگو'' والی مثل کا حق ادا کیا ہے۔ بعد ازاں مولود کعبہ نمبر نکالنے پر اپنے محبوب کو کامیابی کی دعا دی ہے پھر اپنا مدعا بایں الفاظ بیان کیا ہے:

آج کل یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی ولادت کعبہ میں ہوئی یا نہیں؟ اہل علم ہمیشہ سے یہ نقل کرتے چلے آرہے ہیں کہ شیر خدا کی ولادت کعبہ شریف میں ہوئی حتٰی کہ کعبہ میں ولادت اور مسجد میں شہادت دونوں چیزوں کو آپ رضی اللہ عنہ کی خصوصیت قرار دیا گیا ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی اسی خصوصیت کو یوں بیان کیا۔

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت

بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

قارئین! آپ مفتی صاحب کے دعویٰ اور طرز استدلال پر غور فرمائیں! دعویٰ ہے ''اہل علم ہمیشہ سے''، اور دلیل ہے شیخ سعدی نے بیان کیا!

کیا اس سے مفتی صاحب ''چہ کند بے نوا ہمیں دارد'' کا تاثر نہیں دے رہے؟ خیر ہم

تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہر بشر اپنی عقل کے مطابق ہی کلام کرتا ہے اور مفتی صاحب بھی تو آخر بشر ہی ہیں؛ (اگرچہ اجلہ محدثین کے آراء ومشاہدات کے مقابل شیخ سعدی علیہ الرحمہ کا محض شعر حجت نہیں ہوسکتا) لیکن کم از کم مفتی صاحب کو یہ نشان دہی تو کرنی چاہیے تھی کہ شیخ علیہ الرحمہ نے اسے اپنی کس کتاب میں لکھا ہے، تاکہ کسی کو یہ شبہ نہ ہوتا کہ مفتی صاحب اپنی مطلب براری کے لیے جھوٹ بول رہے ہیں "یہ شعر شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نہیں"۔

خصوصیت

مفتی صاحب لکھتے ہیں: متعدد اہل علم نے صرف ولادت در کعبہ کو آپ کی خصوصیت قرار دیا ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 11)

حضرت نے خود تو یہاں ان متعدد میں سے تھوڑی سی بھی تعداد بیان نہیں فرمائی البتہ ان کے جامعہ کے "ناظم تعلیم صاحب" نے "صاحبان علم وحشم" کہہ کر کچھ اسماء گرامی لکھے ہیں۔■ ناظم تعلیم صاحب پر تو تھوڑی دیر بعد مفصل کلام ہوگا یہاں صرف اتنی عرض ہے کہ ان "صاحبان علم وحشم" میں ایک ایسا بھی صاحب علم "واعظ" ہے جس نے

■ اور ہوسکتا ہے وہ مفتی صاحب کے ہی جمع کردہ ہوں کیوں کہ اس معاملہ میں جناب کافی وسیع الظرف ہیں کسی مصلحت کے پیش نظر بعض مضامین خود لکھ کر دوسروں کے نام سے شائع کروانا آپ کی "دیرینہ عادت" ہے؛ اور اس کا ایک مرتبہ آپ نے جذبات میں آکر اظہار بھی کر دیا تھا جو کہ تحریری شکل میں موجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک اور امام زین العابدین کی نہ صرف ملاقات ثابت کی ہے بلکہ ایک افسانہ بھی ان کی طرف منسوب کر دیا ہے............شاید میرا یہ اشارہ مفتی صاحب نہ سمجھیں کیوں کہ جناب ایسی باریک سمجھ کے مالک نہیں۔ البتہ وہ قارئین جو حضرت عبداللہ بن مبارک و امام زین العابدین کے ''سنین پیدائش و وفات'' کا علم رکھتے ہیں وہ اس اہل علم کی اس ''ملاقات'' سے ضرور محظوظ ہوں گے۔ اور یہ اس کی تاریخ دانی کی ادنیٰ سی جھلک ہے ورنہ............نہ پوچھئے بات اس کی!

پھر مفتی صاحب نے شاید کسی حکمت کے تحت یہاں یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ ان کی اپنی رائے گرامی بھی ''خصوصیت کے حامل متعدد'' کے ساتھ ہے یا ان ''لاتعداد'' کے ساتھ جنھوں نے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولود کعبہ لکھا ہے۔ اگر تو مفتی صاحب بھی ان متعدد کی طرح اسے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاصہ سمجھتے ہیں تو انھیں ضرور وضاحت فرمانی چاہیے تھی، اور اگر نہیں سمجھتے تو پھر آپ نے مولود کعبہ نمبر، ص 13 پر اپنے ہی بیان کردہ اس اصول کہ: ''بات کا علم رکھنے والا بے خبر پر حجت ہوتا ہے''، کو ان متعدد کی تردید میں برمحل بیان نہ فرما کر کیا حقائق مسخ نہیں کیے؟

امام ذہبی کی نقل

اس کے بعد مفتی صاحب نے امام حاکم کی عبارت نقل کی ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 11)
چونکہ اس عبارت پر ہم مولود کعبہ کون؟ صفحہ 30 تا 37 پر کلام کر چکے ہیں جس کا جواب ہنوز مفتی صاحب نہیں دے سکے اور نہ ہی حاکم کی وکالت میں تواتر کا کوئی ثبوت پیش

کر سکے ہیں لہٰذا ہمیں بھی جناب کے ساتھ فضول سر کھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

البتہ آپ نے امام حاکم کی عبارت کے بعد جو یہ لکھا ہے کہ: امام ذہبی نے بعینہ یہ الفاظ نقل کیے اور ان کی تائید کی، وہ فرماتے ہیں: حاکم نے لکھا مصعب کا آخری جملہ وہم ہے ورنہ تواتر سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص12)

اگرچہ امام ذہبی کی اس عبارت پر بھی ہم نے لکھا تھا کہ: امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے مستدرک کی تلخیص میں حاکم کے قول کے تحت حاکم ہی کی عبارت نقل کی ہے، اس کے علاوہ آپ کی رجال کی کتابوں میں یہ بات ہماری نظر سے نہیں گزری۔ مثلاً: آپ کی باون (52) جلدوں پر مشتمل کتاب ''تاریخ اسلام'' کی ہم نے کافی وقت صرف کر کے ورق گردانی کی، مگر باوجود تلاش بسیار اس میں سوائے حضرت حکیم بن حزام کے کسی کا مولود کعبہ ہونا نہیں ملا؛ حالانکہ اس میں حضرت علی کا ذکر پاک حضرت حکیم بن حزام سے بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح آپ کی ایک کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' اٹھارہ (18) جلدوں میں ہے، اس میں بھی حضرت حکیم بن حزام کے تذکرہ میں تو لکھا ہے کہ یہ ''مولود کعبہ'' ہیں لیکن سیدنا علی المرتضیٰ کے تذکرہ میں ایسی کوئی بات نہیں لکھی۔ نیز تلخیص میں بھی آپ نے حاکم کا قول نقل کر کے سکوت فرمایا ہے تحقیقی حکم نہیں لگایا۔ (مولود کعبہ کون؟، ص29)

لیکن شاید حضرت ''محقق العصر'' یہ سیدھی سی بات بھی سمجھ نہیں پائے جس کی وجہ سے کچھ قیل وقال فرماتے ہوئے کہتے ہیں:

یہ کہنا عقل سے پیدل ہونے کی علامت ہے کہ: امام ذہبی نے بطور طعن اس عبارت کو نقل کیا ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 12)

قائین! یہ حضرت کا خود ساختہ اعتراض ہے ہم نے پوری کتاب میں ایسا نہیں لکھا؛ ہمارے نزدیک تو جس طرح حضرت کی یہ حاشیہ آرائی کہ: امام ذہبی نے بعینہٖ یہ الفاظ نقل کیے "اور ان کی تائید کی"۔ ایک تاویل ہے، یہ بھی ایک تاویل ہے۔ لیکن اہل علم جانتے ہیں کہ: "کسی محدث کا دوسرے محدث کے قول کو محض نقل کرنا جس طرح ہمیشہ بطور طعن نہیں ہوتا اسی طرح اس کی اپنی رائے کی غمازی کرتا ہو یہ بھی ضروری نہیں"۔ اور اس کی بے شمار مثالیں کتب رجال وحدیث میں بآسانی مل سکتی ہیں۔ بس اللہ پاک مفتی صاحب کو سمجھ عطا فرمائے کہ وہ سمجھ سکیں کہ اگر امام ذہبی کی یہ عبارت بطور طعن نہیں تو بطور تائید بھی نہیں۔ البتہ اگر بطور مثال مفتی صاحب امام ذہبی کی کسی بات میں نہ صرف تائید، بلکہ اپنا نقطہ نظر معلوم کرنا چاہتے ہیں تو ملاحظہ کریں!

امام ذہبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: افضل العشرة: ابو بکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علی بن ابی طالب رضی الله عنهم اجمعین ولا یشك فی ذلك الا مبتدع منافق خبیث۔ (عشرہ مبشرہ صحابہ میں سب سے افضل سیدنا ابو بکر پھر سیدنا عمر پھر سیدنا عثمان پھر سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں اور اس بات میں سوائے بدعتی وخبیث منافق کے کسی کو شک نہیں۔) (کتاب الکبائر، الکبیرة السبعون، سب احد من الصحابة رضوان الله علیهم، ص 251، دار الکتب العلمیه بیروت، الطبعة الخامسة 1427ھ۔ ص 239، دار الندوة الجدیدة بیروت)

قارئین! اگر میرا گمان غلط نہیں تو میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مفتی صاحب امام ذہبی کی اِس بات کی کبھی تائید نہیں کریں گے کیوں کہ ایسے بدعتی وخبیث منافق توان کے دامن میں پناہ لیے ہوئے ہیں۔ نیز ایسی بات کی تائید کرنے سے ''ایرانی خمس'' سے بھی ہاتھ دھونا پڑتے ہیں جس کا تصور ہی خون چکاں ہے.........

ایک مثال

مفتی صاحب کو اپنا موقف ثابت کرنے کے لیے جب کوئی معقول دلیل نہیں ملی تو عوام کو پھسلانے کے لیے سارا زور اسی پہ صرف کردیا کہ امام ذہبی نے جب امام حاکم کی تردید نہیں کی بلکہ ان کی بات کو من وعن تسلیم کیا ہے تو پھر کوئی دوسرا ان کی بات کو کیسے چیلنج کرسکتا ہے؟ اور اسی ضمن میں بطور مثال ایک روایت بھی پیش کی۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 12)

قارئین! ہم نے مولود کعبہ کون؟ میں جب یہ لکھا کہ:

امام حاکم نے جن کی بات کو وہم قرار دیا ہے یہ حضرت ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ قرشی اسدی، ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے اور نسب کے بہت بڑے عالم تھے۔ انھوں نے دیگر علما کے علاوہ سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی استفادہ کیا ہے، محدثین نے انھیں ثبت، ثقہ اور صدوق جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ تو امام حاکم کا ایسے جلیل المرتبت امام کی ایسی بات کو جس کے دیگر محدثین بھی مؤید ہیں، بلا دلیل وہم قرار دینا بذات خود وہم اور بہت بڑا تسامح ہے۔ (مولود کعبہ کون؟، ص 31) تو مفتی صاحب کے مدرسہ کا ریسرچ اسکالر سیخ پا ہوگیا اور فوراً یہ فتویٰ جڑ دیا کہ

آپ کی عبارت سے امام مصعب کی عصمت کا تأثر ملتا ہے۔ حالانکہ ہم نے مفتی صاحب کی طرح یہ نہیں کہا تھا کہ امام مصعب کی عبارت کو کیسے چیلنج کیا جاسکتا ہے؟ بلکہ ''بلا دلیل'' کی قید لگائی تھی۔ لیکن یہاں مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ جب امام ذہبی جیسا محقق امام حاکم کی بات کو من وعن تسلیم کر رہا ہے (حالانکہ محض نقل کر رہا ہے) تو کوئی دوسرا امام حاکم کی بات کو کیسے چیلنج کرسکتا ہے؟ ریسرچ اسکالر صاحب کو ''عصمت سے بالکل متاثر'' نہیں کرے گا!

امام نووی

ذی علم قارئین! اولاً تو امام ذہبی نے امام حاکم کی عبارت کو بلا تبصرہ محض نقل کیا ہے لیکن اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کیا ہو تو گویا ایک ایسی بات کو تسلیم کیا ہے جو بے ثبوت ہے اور جسے ایک ''متساہل امام'' نے محض اپنے گمان سے متواتر کہہ دیا ہے، حالانکہ عند المحدثین اس پر تواتر کجا صحت کا اطلاق بھی درست نہیں۔ جیسا کہ حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے وضاحت فرمائی۔ دیکھئے: تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، النوع الستون، التواریخ والوفیات، ص 356، دارالکتاب العربی بیروت 1427 ھ۔ علاوہ ازیں امام ذہبی رحمہ اللہ کے دادا استاذ شیخ الاسلام، استاذ المتأخرین، حجۃ اللہ علی اللاحقین، الداعی الی سبیل السالفین، امام، حافظ، محی الدین ابوزکریا یحیٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی تعریف کرتے ہوئے خود امام ذہبی کہتے ہیں: میرے استاذ ابن فرح جو کہ امام نووی سے شرح حدیث کا سبق لیتے تھے فرمایا کرتے: امام صاحب تین ایسے مرتبوں پر فائز تھے کہ اگر ان میں سے ایک بھی کسی کو نصیب ہو جائے تو اس کی طرف مستفیدین کے تانتے

بندھ جائیں (۱) علم (۲) زہد (۳) امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔

علم

امام نووی امام بارع اور متقن حافظ تھے، آپ نے بہت سارے علوم ضبط کیے اور کتابیں لکھیں۔ آپ نے دن رات میں کبھی وقت ضائع نہیں کیا حتّٰی کہ سرراہ بھی تعلیم میں مشغول رہے اور اسی حالت میں آپ نے کامل چھ سال گزارے۔ بعدازاں تصنیف وتالیف اور لوگوں کو نفع پہچانا اپنے اوپر لازم کرلیا۔ میں (ذہبی) کہتا ہوں خود کو معصیت کی آلائشوں سے پاک رکھنے کے لیے ورع، مراقبہ، جہاد بالنفس اور لگاتار ریاضتوں کے باوجود آپ حافظ الحدیث اور فنون ورجال کے ماہر تھے۔ (آپ کے تبحر علمی کا اندازہ آپ کی تالیفات سے بخوبی کیا جاسکتا ہے۔)

امر بالمعروف ونہی عن المنکر

امام نووی حق بات کا برملا اعلان کرنے کے عادی تھے، ملوک وسلاطین کے مظالم کا کبھی ان کے سامنے رد کرتے اور کبھی بذریعہ مکتوب انھیں خوف خدا یاد دلایا کرتے تھے۔ (امام ذہبی نے آپ کا ایک مکتوب بھی نقل کیا ہے جو امیر بدرالدین کے نام ارسال فرمایا۔)

زہد

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ نے پرتکلف کھانے اور ہر قسم کے پھل وغیرہ ترک کردیے تھے صرف انجیر کے ساتھ خشک روٹی تناول فرماتے اور دن رات میں صرف ایک مرتبہ سحری کے وقت کھانا کھاتے اور پانی نوش فرماتے۔

انتہائی سادہ اور پیوندی لباس زیب تن فرماتے۔شیخ شمس الدین بن فخر حنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام نووی شدید متورع اور زاہد تھے آپ نے ہر قسم کے مرغوب کھانے ترک کردیئے تھے۔شیخ رشید بن معلم نے آپ کے کھانے، پہننے وغیرہ معاملات دیکھے تو ازراہ ہمدردی عرض کرنے لگے شیخ! اس طرح تو آپ بیمار ہو جائیں گے اور کار خیر رک جائیں گے۔ان کی اس بات کا امام صاحب نے صرف اتنا جواب دیا"ان فلانا صام و عبدالله حتی اخضر جلده ۔ "(فلاں بزرگ نے اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کی اور اس قدر روزے رکھے کہ ان کے بدن کا چمڑا سبز ہوگیا) ابن عطار کہتے ہیں: میں نے ایک دفعہ آپ سے پھلوں کے استعمال کے متعلق گفتگو کی تو فرمانے لگے: دمشق میں اکثر باغ اوقاف کے ہیں جن کی پیدوار کے حصول میں طریقہ مساقات ■ رائج ہے جس کے جواز وعدم جواز میں علماء کرام کا اختلاف ہے، ایسی صورت میں میری طبیعت ان کے کھانے کی طرف کیسے مائل ہوسکتی ہے؟

قارئین! امام نووی رحمہ اللہ کی یہ وہ خوبیاں تھیں جنھیں خود حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں بیان کیا ہے۔(تذکرۃ الحفاظ، طبقۃ العشرون (20) ج 4، ص 174 تا 176، رقم 1162، دار الکتب العلمیہ بیروت، ملتقطاً) ورنہ آپ کا ذکر خیر اگر تفصیلاً کیا جائے تو کئی اجزا تیار ہو جائیں۔جیسا کہ آپ کے شاگرد حضرت ابن عطار نے آپ کی سوانح حیات لکھنی شروع کی تو وہ چھ اجزا تک پہنچ گئی۔(ایضاً) بہر حال اس جلیل القدر امام کی

■ پھلوں کی پیدوار سے ایک معین حصہ کے عوض درختوں کی دیکھ بھال کرنا مساقات کہلاتا ہے۔

رائے بھی حافظ ذہبی کے نقل کردہ قولِ حاکم کے خلاف ہے۔ جیسا کہ آپ صرف حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولودِ کعبہ تسلیم کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

واما ما روی ان علی بن ابی طالب رضی الله عنه، ولد فیه افضعیف عند العلماء ۔ جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے، یہ بات علما کے نزدیک کمزور ہے۔ (تھذیب الاسماء واللغات، حرف الحاء ج 1، ص 409 رقم 127 دار الفیحاء بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1427ھ)

تو قارئین. یہ [illegible] امام ذہبی کے اِس جلیل القدر دادا استاذ کی بات ماننی چاہیے یا امام ذہبی کی، متساہل امام کی ذکر کردہ بے ثبوت بات؟

جب کہ مفتی صاحب نے جو مختون والی روایت پر امام ذہبی کی رائے سے استدلال کر کے اپنا پلہ بھاری کرنے کی کوشش کی ہے جناب بذات خود اس رائے کو بھی علامہ صالحی شامی کی توجیہہ کا محتاج سمجھتے ہیں۔

بے جا ضد

مفتی صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ: یہ بھی یاد رہے کہ امام ابن ملقن نے بھی امام حاکم کی بات کو من وعن تسلیم کیا ہے اور اسے ہرگز رد نہیں کیا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے امام حاکم کی بات کو نقل کیا ہے اور اس کی تائید کی، اس کے بعد اگر کوئی موجودہ محشی اس تواتر کا منکر ہے تو اس کی بات کو کون تسلیم کرے گا؟ (مولودِ کعبہ نمبر، ص 12)

مفتی صاحب میں تو خیر اتنی علمی سکت ہی نہیں اور نہ ہی ان شاء اللہ آئندہ پیدا ہو گی کہ

امام حاکم کے دعویٰ تواتر کا ثبوت پیش کر سکیں؛ صرف اس پر جناب کی سوئی اٹک گئی ہے کہ: ''اگر کوئی موجودہ محشی اس تواتر کا منکر ہے تو اس کی بات کو کون تسلیم کرے گا؟'' جناب والا! اگر موجودہ کی نہیں تو کم از کم بے جا ضد چھوڑ کر اسی کی مان لیں جسے مجدد امت، امام اور جلال الدین آپ خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ (نسب نبوی کا مقام، ص 5، حجاز پبلی کیشنز لاہور، طباعت اول 1420ھ) موجودہ نہیں، وہ مجدد امت و امام بھی حاکم کی بات کو تسلیم نہیں کرتا۔ (تدریب الراوی، ص 356) لیکن کیا کیا جائے ہٹ دھرمی کا کہ یہ بندے کو ''صم بکم عمی فھم لا یرجعون'' کے مقام پر لا کھڑا کرتی ہے۔

اور افسوس کہ اس نے مفتی صاحب کو بھی اسی مقام پر لا کھڑا کیا ہے اور اب آپ اس کیفیت میں ہیں کہ ایک طرف بغض صحابہ میں رسول کریم علیہ السلام کے اُس فرمان کے منکر کو جسے امام حاکم، ابن ملقن، شاہ ولی اللہ وغیرہ سے علم و فضل، ثقاہت وعدالت اور حفظ وضبط میں فزوں ائمہ وحفاظ کی ایک تعداد نے نقل کیا ہے، اپنے جامعہ کا سب سے نازک شعبہ (یعنی شعبہ تحقیق) عطا فرما کر ''عقابوں کے نشیمن کو زاغوں کے تصرف'' میں دینے والی مثال قائم فرما رہے ہیں تو دوسری طرف ایک خالص تاریخی مسئلہ پر جس کو اصولیات سے دور کا بھی واسطہ نہیں، اور اس میں قیل وقال سے امام عالی مقام سیدنا علی پاک کی ادنیٰ سی توہین کا شائبہ تک نہیں ہوتا اور نہ ہی آپ کے عالی رتبہ میں سرمو کمی واقع ہوتی ہے، اور ذکر مرتضیٰ میں مستقل کتابیں لکھ کر اور شان مرتضیٰ بیان فرما کر خارجیت وناصبیت کی تھتھنی توڑنے والے کئی محبان اہل بیت، علماء ومحدثین اہل سنت نے اس پر کلام بھی کیا ہے؛ کلام کرنے والے ایک صحیح العقیدہ سنی

مسلمان کے اس قدر دشمن بن گئے ہیں کہ اس کی تحریر کردہ وہ بات بھی قبول نہیں فرمارہے جس کے امام سیوطی سمیت اجلہ محدثین مؤید ہیں۔

امام ابن ملقن کی رائے

قارئین! مفتی صاحب نے بڑے فخر سے اس نصیحت کے ساتھ کہ: ”یہ بھی یاد رہے“، جو اپنے قارئین کی نذر کیا ہے۔ وہ ہے: ”امام ابن ملقن نے بھی امام حاکم کی بات کو من وعن تسلیم کیا ہے اور اسے ہرگز رد نہیں کیا............ الخ

مفتی صاحب نے خدا جانے امام ابن ملقن کی کس کتاب میں پڑھا ہے؛ البتہ اس وقت امام سراج الدین ابو حفص عمر بن علی بن احمد شافعی مصری (ابن ملقن) متوفی 804ھ کی جو کتاب ہمارے سامنے ہے اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں پائی جاتی جو ان کے ”من وعن تسلیم“ پر دلالت کرتی ہو، ہاں یہ ضرور ہے کہ انھوں نے دوسرے محدثین کی طرح صرف حضرت حکیم بن حزام ہی کی ولادت کعبہ کو معروف تسلیم کرنے کے بعد حضرت علی کے مولود کعبہ ہونے والی روایت کی کمزوری بیان فرما کر لکھا ہے کہ حاکم نے مستدرک میں اس کے خلاف کہا ہے۔ لکھتے ہیں: حکیم هذا ولد فی جوف الكعبة ولا يعرف احد ولد فيها غيره واما ماروى عن على رضى الله عنه انه ولد فيها ضعيف ،و خالف الحاكم فی ذلك فقال فی المستدرك .... الخ (البدر المنير فی تخريج الاحاديث والآثار الواقعة فی الشرح الكبير ،ج 6،ص 489، الحديث الاول ،دارالهجرة الرياض الطبعة الاولىٰ 425ه)

اب اگر تو مفتی صاحب کی مراد ابن ملقن کی یہی عبارت ہے تو ہم انھیں یہ کہے بغیر کہ

''عقل سے کام لیتے ہوئے تحقیق ضرور کریں حقائق مسخ نہ ہونے پائیں''، انھیں ''محقق العصر'' کا لقب عطا کرنے والے اور بعض علماء کرام کو ہماری کتاب دکھائے بغیر چکنی چپڑی سنا کر پیغامات وصول کرنے والے ان کے محبوب کو کہتے ہیں کہ اگر انصاف نام کی دنیا میں کوئی شے ہے اور اس کی بھنک آپ نے بھی سنی ہے تو اس عبارت کو غور سے پڑھ کر جس طرح ہمیں ''ترجیحات'' بنانے کا مشورہ دیا ہے (حالانکہ ہم نے مرجوح چھوڑ کر راجح ہی اختیار کیا ہے) مفتی صاحب کو بھی وہ جو اس مشورہ کے شدید حاجت مند ہیں!

لیکن ہوسکتا ہے یہاں اس کے بحر تعقل کا خروش سرد پڑ جائے اور یہ مفتی صاحب کی محبت میں وارفتہ ہوش ہو جائے۔

خوش قسمت علما

مفتی صاحب نے ایک اصول بھی بیان فرمایا ہے کہ بات کا علم رکھنے والا بے خبر پر حجت ہوتا ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص13)

دراصل حضرت اس اصول سے امام نووی اور سفیری وغیرہ کو اہل علم سمجھتے ہوئے بھی بے خبر ثابت کرنے کی دھن میں ہیں جن کا صرف اتنا قصور ہے کہ انھوں نے بعد از تحقیق فرمایا: ''سوائے حضرت حکیم کے کسی مولود کعبہ کو کوئی نہیں جانتا۔'' لیکن یہ خوش قسمتی ہے امام خلیفہ بن خیاط، حافظ ابن عساکر اور علامہ ابن منظور کی کہ ان کی یہ عبارت ''ولد علی بمکۃ فی شعب بنی ھاشم'' مفتی صاحب کو نظر نہیں آئی یا سمجھ نہیں آئی ورنہ جو عتاب و خطاب انھیں ہوتا اس کا ادراک ہی مشکل تھا۔

خود را فضیحت

مفتی صاحب ایک نصیحت فرماتے ہیں کہ: ہمیں اپنے اس رویے پر بھی نظر ثانی کرنی چاہیے کہ جو من مخالف بات کرے اس کو اہل سنت سے خارج کر کے شیعہ قرار دے دیا جائے۔ مثلاً: جب امام حاکم اہل سنت کے مسلمہ اور عظیم محدث ہیں اور ہرگز رافضی نہیں اور ان کی بات امام ذہبی ابن ملقن شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی جیسے لوگ قبول کر رہے ہیں تو اس کے بعد انھیں شیعہ کہنے کا کوئی جواز نہیں.........

امام حاکم، امام عبدالرزاق، امام ابونعیم، امام نسائی، امام جامی اور دیگر اہل سنت اہل علم کو شیعہ قرار دینا سراسر زیادتی وظلم ہے ایسے عمل کی ہرگز حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہیے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 13)

مفتی صاحب کی پہلی بات کہ: ہمیں اپنے اس رویے پر بھی نظر ثانی کرنی چاہیے......... الخ

بالکل لائق التفات ہے؛ لیکن مفتی صاحب کو یہ مشورہ سب سے پہلے (مع رفقا) خود اپنے آپ کو بھی دینا چاہیے ورنہ "خود را فضیحت دیگراں را نصیحت" والا حساب ہوجائے گا کیوں کہ مفتی صاحب بھی اپنی من مخالف افضلیت شیخین کی بات کرنے والے ان لوگوں کو جن کے مداح حضرت ناصح کے بعض اساتذہ بھی ہیں "ناصبی ذوق" قرار دے چکے ہیں۔ پھر اپنے محبوب اور اہل سنت کے معتوب کو بھی یہ نصیحت فرمانی چاہیے جس نے علما وشعرا کو یہ باور کرانے کی ناپاک کوشش کی کہ کتاب مولود کعبہ کون؟ کا مصنف خارجی و دیوبندی ہے۔ (معاذ اللہ)

دوسری بات: جب امام حاکم اہل سنت کے مسلمہ اور عظیم............ الخ

قارئین! مفتی صاحب نے میری کتاب سرسری طور پر دیکھی ہے بنظر عمیق نہیں پڑھی؛ اور یہ بات میں محض حسن ظن کی بنا پر کہہ رہا ہوں ورنہ مفتی صاحب کذب وجہالت کے الزام سے نہیں بچ سکتے۔ کیوں کہ اولاً تو میری ساری کتاب میں حافظ ابونعیم، امام نسائی، امام عبدالرزاق اور جامی کے بارے میں مفتی صاحب کے بیان کردہ یہ الفاظ موجود ہی نہیں کہ ''وہ شیعہ تھے''، اگر ہوں تو میں ذمہ دار۔ لیکن اگر یہ الفاظ نہ ہوں اور یقیناً نہیں تو پھر مفتی صاحب کو یہ پنکچر لگانے کی آخر کیا ضرورت پیش آئی؟

ثانیاً: اس عبارت میں مفتی صاحب نے جو کہا ہے کہ امام حاکم کی بات امام ذہبی، ابن ملقن وشاہ عبدالحق اور شاہ ولی اللہ جیسے لوگ قبول کر رہے ہیں...... الخ

حافظ ذہبی اور ابن ملقن رحمہما اللہ کی ''قبولیت'' پر تو کلام ہو چکا، جسے ملاحظہ فرما کر امید ہے اہل علم قارئین مفتی صاحب کو ان الفاظ سے یاد کریں گے ''چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد''۔ رہی شیخ عبدالحق اور شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ کی ''قبولیت''، تو اس کے متعلق عرض ہے کہ:

(۱) امام حاکم کی ایسی عبارت جسے مجدد امت حافظ سیوطی جیسی ہستی نے بھی صحیح تسلیم نہیں کیا، محض شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے بلا دلیل متواتر تسلیم کر لینے سے متواتر نہیں ہو جاتی۔ لیکن تعجب ہے کہ ''محقق العصر'' کہلانے والے مفتی صاحب جب خود کوئی مسئلہ بیان کریں تو اس کے خلاف شاہ ولی اللہ صاحب کی رائے کو غلط قرار دینے میں تردد کے بجائے فوراً کہہ دیتے ہیں: ''متعدد اہل علم نے شاہ صاحب کی دلائل کے ساتھ

خوب تردید کی ہے اور ان کے موقف کو غلط قرار دیا ہے۔" (علم نبوی اور امور دنیا، ص 267، کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور، اشاعت اول جولائی 2008ء) لیکن جب دوسروں کی باری آئے تو جناب کو اچانک ایسا شدید دورہ پڑتا ہے کہ مجدد امت امام سیوطی کا دم بھی غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔ قارئین! میں بھی دعا کرتا ہوں آپ بھی کریں: اللہ پاک مفتی صاحب کو اس "دورے" سے نجات عطا فرمائے!

(۲) مفتی صاحب نے شاہ عبدالحق رحمہ اللہ پر یہ اتہام باندھا ہے کہ انھوں نے بھی امام حاکم کی بات کو قبول کیا۔ حالانکہ "قبول کرنا" دور کی بات ہے شیخ نے تو امام حاکم کی بات نقل بھی نہیں کی؛ صرف مدارج النبوت میں بصیغہ تمریض یہ بات نقل کی ہے جس پر اہل علم کے نزدیک تواتر کجا صحت کا اطلاق بھی جائز نہیں۔

مفتی صاحب کی گزارش

اپنے مکتوب کے آخر میں مفتی صاحب نے یہ گزارش کی ہے کہ: تحقیق ضرور کیجئے لیکن حقائق مسخ نہ ہونے پائیں۔ اور بعد ازاں اپنے محبوب کو اس تمنا کے ساتھ ایک روایت عطا فرمائی ہے کہ: "اسے بھی اپنے قارئین کی نذر کر دیں"۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 13)

عطا کردہ روایت پر تو ہم آئندہ اوراق میں مفتی صاحب کے مدرسہ کے ریسرچ اسکالر صاحب کا ہاضمہ درست کرتے ہوئے کلام کریں گے۔ یہاں صرف جناب کی گزارش کہ: تحقیق ضرور کیجئے .... الخ

کی بابت عرض ہے کہ: الحمد اللہ ہم نے تحقیق ضرور کی ہے مگر حقائق مسخ نہیں ہونے دیئے؛ اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ایسے ہی ہو گا۔ لیکن آں جناب نے جو اس پر عمل

کیا ہے وہ بھی قارئین پر مخفی نہیں۔

ہماری گزارشات

آخر میں ہم بھی مفتی صاحب کی خدمت میں کچھ گزارشات کرنا چاہتے ہیں جن میں جناب کا بہت نفع پنہاں ہے۔

☆ پہلی فرصت میں نقل وقبول میں فرق کی معلومات حاصل کریں کیوں کہ اس معاملہ میں آپ سخت تسامح کا شکار ہیں۔

☆ جب تک ایک مسئلہ کی تمام جہتیں آپ پر واضح نہ ہو جائیں کف لسان فرمایا کریں اسی میں آپ کی اور آپ کے متعلقین کی بہتری ہے۔

☆ ''پیر من خس است، اعتقاد من بس است'' کی نظیر، اپنے محبوب صاحب کو محبت کے ساتھ اس پر بھی آمادہ فرمائیں کہ اے میرے محبوب! تیرا اعتقاد اپنی جگہ لیکن میرے بجائے ''محقق العصر'' کا لقب کسی اور کو عطا کر دے میں اس کا اہل نہیں۔

☆ مولود کعبہ کون؟ جیسی تحقیقی اور پیکر شرافت کتاب کے خلاف ''بلا دلیل صحیح'' محض تکبر و عناد یا کسی کے ایما پر آپ نے جو محاذ آرائی شروع کر دی ہے اس سے باز آجائیں ورنہ اس کا حاصل بقول حضرت معن بن اوس مزنی یہ ہوگا۔

وانی علیٰ اشیاء منك تریبنی

قدیما لذو صفح علیٰ ذاك مجمل

اذا انت لم تنصف اخاك وجدته

علیٰ طرف الھجران ان کان یعقل

ویرکب حدالسیف من ان تضیمہ

اذالم یکن عن شفرۃالسیف مزحل

(مفہوم) (بے شک میں تیری مشکوک باتوں کے باوجود ہمیشہ درگزر کرتا اور تجھ سے حسن سلوک کرتا آرہا ہوں لیکن جب تو اپنے بھائی سے انصاف نہ کرے تو اگر وہ سمجھدار ہوا تو تو اسے جدائی کے کنارے پر پائے گا۔اور جب تلوار کی دھار سے بچنے کی کوئی صورت نہ رہی تو وہ تیرے ظلم سے بچنے کے لیے تلوار کی دھار پر بھی سوار ہو جائے گا۔)

☆اور ہو سکے تو اپنے بھلے کی خاطر اس گزارش پر بھی غور فرمالیں۔

وان الحزامۃان تصرفوا

لحی سواناصدورالاسل

(عقل مندی اسی میں ہے کہ تم نیزوں کی نوکیں ہمارے علاوہ کسی اور قبیلے کی طرف پھیرلو)

فان کنت سیدناسدتنا

وان کنت للخال فاذھب فخل

(اگر تو ہمارا سردار ہے تو سردار رہ؛ اور اگر تکبر کے لیے ہے تو جا تکبر کر (تیرے ساتھ نمٹ لیں گے)

☆......☆......☆

مہجور صاحب

''مدیر اعلیٰ'' ملک محبوب صاحب کو جب دلائل نہیں ملے تو انھوں نے اشعار سے کام چلانے کی کوشش کی؛ اس ضمن میں گجرات کے ایک ''مہجور صاحب'' سے اپنے مولود کعبہ نمبر پر ''قطعہ تاریخ طباعت'' بھی لکھوایا جس میں انھوں نے (حسن ظن سے کہ لیں یا کسی اور وجہ سے) خوب مبالغہ آرائی سے کام لیا۔ خیر یہ تو ان کا حصہ تھا، شاعر جو ہوئے ....

البتہ اس میں انھوں نے ہمیں بھی مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے

نکل آیا ہے میدان عمل میں پئے سرکوبی لقمان، نمبر (مولود کعبہ نمبر، ص20)

دراصل ملک محبوب نے مہجور صاحب کو ہماری کتاب دیئے بغیر یہ ''قطعہ'' لکھوایا ہے اسی بنا پر مہجور صاحب نے ایسے جملے ارشاد فرمائے، ورنہ ہمارا حسن ظن ہے کہ اگر جناب ہماری کتاب پڑھ کر یہ قطعہ لکھتے تو شاید ہمارے متعلق یہ ارشاد نہ فرماتے۔ (جیسا کہ فون پر آپ نے بتایا۔) بہر حال یہ تو مہجور صاحب کو ہی نہیں ''زیر نظر کتاب'' کے تمام قارئین کو بعد از مطالعہ پتا چل ہی جائے گا کہ ''نمبر'' کے دُم کٹے مبنی بر فراڈ مضامین نے لقمان کی سرکوبی کی ہے یا لقمان نے ان کو ایسی ''کوب'' ماری ہے کہ ان کے سر کا بھیجا نکال کر رکھ دیا ہے ....

ہاں مہجور صاحب سے ادباً صرف اتنی عرض ہے کہ جناب آپ کا نام نامی جب ''عارف'' ہے تو آپ خود معرفت حاصل کیے بغیر کسی جھوٹے کی باتوں میں آ کر سچوں پر کیوں ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیتے ہیں! خدا کے لیے اپنے نام کی لاج رکھیں اور عرفا والا

لب ولہجہ اپنائیں۔

لہجے میں گداز عارفاں پیدا کر
لطف آئے، وہ انداز بیاں پیدا کر
حق بولے، جو حق دکھائے، حق جس میں رہے
وہ دل، وہ نگاہ، وہ زباں پیدا کر

اس کے علاوہ ہم آپ کو فی الحال کچھ نہیں کہتے۔

☆......☆......☆

ایک صوفی کا پیغام

صوفی کو کسی نے آزمایا ہی نہیں
نیکی میں شک اس کی کوئی لایا ہی نہیں
ہو سکےء رائج میں بھی شاید کچھ کھوٹ
پر اس کو کسی نے یاں تپایا ہی نہیں

ملک محبوب نے کچھ بزرگوں سے اپنے ''مولود کعبہ نمبر'' پر اضافی نمبر لگانے کے لیے ''پیغامات'' بھی لکھوائے ہیں۔ان میں سے جنھوں نے ہماری کتاب یا ہمارے متعلق کلام نہیں کیا محض ملک صاحب کو ''نمبر'' پر مبارک باد دی، ہم بھی ان پر کوئی تبصرہ کیے بغیر انھیں عرض کرتے ہیں کہ: ہم نے آپ کے ''لائق مبارک'' نمبر کے ''پرفریب'' مضامین کا محاسبہ کرنے کی کوشش کی تھی ''آپ کو مبارک ہو'' ہمیں کامیابی نصیب ہوئی۔

البتہ ان میں سے صرف ایک ''صوفی صاحب'' ایسے ہیں جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ''مولود کعبہ'' ہونے والی روایت کے صحیح نہ ہونے پر اولیا و علما اور محدثین اہل سنت کی عبارات جمع کرنے کی وجہ سے ہم پر بہت زیادہ خفگی کا اظہار فرمایا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس ہستی پر کچھ کلام کر کے حق ''کما تدین تدان'' ادا کریں۔

اگر تو ان کی جگہ کوئی اور شخص ہوتا تو ہم اسے کچھ کہنے سے قبل یہ ضرور کہتے۔

اے شیخ! یہ زہد خودنما کچھ بھی نہیں
یہ مکر، یہ شیوۂ ریا کچھ بھی نہیں

دانوں کا گھماؤ زیادہ، کم جنبش لب

تسبیح میں چکر کے سوا کچھ بھی نہیں

لیکن، ہم انھیں ایسا نہیں کہیں گے بلکہ ان کی بعض غلط فہمیاں دور کرنے کی کوشش کریں گے جن کی پیدائش کا سبب عدم تدبر و مطالعہ ہے۔

منفرد خصوصیت

موصوف نے اپنے ایک ورقی پیغام میں ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا علی فداہ روحی وجسدی کی کعبہ میں ولادت کی بابت لکھا ہے: امت مسلمہ کے جلیل القدر مشائخ، علماء، محدثین اور مؤرخین نے آپ کی اسی منفرد خصوصیت کا شرح صدر کے ساتھ ہمیشہ اعتراف کیا ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 35)

قارئین! ان حضرت کو کسی نے یہ لقب بھی عطا کیا ہے ''علمی وقار کی علامت'' لہٰذا میں انھیں سارے مضمون میں اسی سے ہی مخاطب کروں گا۔ اور یہاں بھی عرض کرتا ہوں کہ: ''علمی وقار کی اس علامت'' کو یا تو ''منفرد خصوصیت'' کا معنیٰ نہیں آتا یا اس کے ''منفرد خصوصیت'' نہ ہونے کا علم نہیں۔ دوسری ''امہات الکتب'' نہیں تو کم از کم مسلم شریف سے کتاب البیوع کا باب الصدق فی البیع والبیان ہی اگر آپ کی نظر سے گزرا ہوتا تو اتنا بڑا دعویٰ ہرگز نہ کرتے؛ اور میں اب بھی آپ سے مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ اگر میسر ہو تو اسے ہی دیکھ لیں اور بہتر ہوگا کہ ہماری کتاب ''مولود کعبہ کون؟'' سے صفحہ 14 تا 21 کا مطالعہ فرمالیں تاکہ آپ کو اس بلا دلیل دعویٰ سے رجوع کرنے کے ساتھ لفظ ''ہمیشہ'' سے بھی رجوع کی توفیق مل جائے!

اور اگر آپ واقعی ''صوفی مشرب'' ہیں تو پھر میں قوی امید رکھتا ہوں کہ حق واضح ہو جانے کے بعد آپ کو رجوع میں کوئی تامل ہوگا نہ ہی عار۔

متاع شیخ

اس کے بعد ''علمی وقار کی علامت'' علمی زبان کو بالائے طاق رکھ کر کہتی ہے: انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض کورے مولویوں نے نت نئے شگوفے چھوڑے اور اپنے آپ کو پڑھا لکھا ثابت کرنے کی خاطر غیر متنازعہ مسائل کو چھیڑ کر بے وقت کی راگنی بجانا وطیرہ بنا لیا ہے کیا خوب فرمایا تھا شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے۔

دین کافر فکر و تدبیر جہاد ۔ دین ملا فی سبیل اللہ فساد

(مولود کعبہ نمبر، ص 35)

قارئین! اس اقتباس میں ''علمی وقار کی علامت'' نے اپنی کم علمی کی وجہ سے ''غیر متنازعہ'' کہ کر ان لوگوں پر اظہار تأسف کیا ہے جنھوں نے صاحبان علم وفضل کے تنازعہ ختم کرنے والے اقوال ومشاہدات جمع کیے ہیں۔ اور وہ صرف صاحبان علم ہی نہیں تھے ان میں سے بعض کو حالت بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کئی مرتبہ زیارت بھی نصیب ہوئی۔ لیکن ''علمی وقار کی علامت'' نے ایسوں کے اقوال کے جامع کو اپنی دانست میں بے وقت کی راگنی بجانے والا فسادی گردانتے ہوئے اقبال کا ایک شعر اس پر چسپاں کر کے۔

کم نگاہ و کور ذوق و ہرزہ گو ۔ ملت از قال اقول فرد فرد!

کا بہترین نمونہ پیش کرتے ہوئے اقبال کے لفظوں میں یہ مقام حاصل کر لیا ہے۔

متاع شیخ اساطیر کہن بود　　　حدیث او ہمہ تخمین وظن بود!

اور اہل علم کو بھی بتا دیا ہے "چہ کند بے نوا ہمیں دارد"۔ بس ہم ان کے لیے دعا گو ہیں کہ اللہ پاک انھیں علم نافع اور عقل سلیم عطا فرمائے!

علم کا خون

بعد ازاں "علمی وقار کی علامت" نے علم کا مزید خون اس طرح کیا ہے: اہل سنت و جماعت سے اپنے آپ کو نسبت دینے والے "بدنام کنندۂ نکو نامے چند" ان مولویوں نے ناصبیت، خارجیت اور یزیدیت کو آب ودانہ مہیا کرنے میں بالکل وہی طریقہ اختیار کیا ہے جو وہابی حضرات سرور عالم ﷺ کے فضائل ومناقب کے سلسلے میں اختیار کرتے ہیں وہ ہر فضیلت میں میں میخ نکالنا شروع کر دیتے ہیں یوں اہل دل کے سامنے ان کے دل کا چور واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 35)

قارئین! آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اولیاء کاملین اور علما ومحدثین کے آراء کو جو محض جمع کر رہا ہے اسے حضرت کیسے پرتپش لہجہ میں یاد فرما رہے ہیں۔ دراصل اس طرح غصے میں لوٹ پوٹ ہونا مضبوط دلیل نہ ہونے کی بنا پر ہے ۔

سب ہوش وحواس ان کے کھو جاتے ہیں
اوروں کو بھی ساتھ اپنے ڈبو جاتے ہیں
ہوتی نہیں جن کے پاس مضبوط دلیل
غصے میں وہ لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں

میں حضرت سے پوچھتا ہوں کہ جناب والا! حضرت مصعب بن عبداللہ، امام نووی،

امام سیوطی، امام محمد بکری، امام سفیری، علامہ ابن الضیاء حنفی وغیرہ اجلہ علماء اہل سنت بھی کیا خارجیت، ناصبیت اور یزیدیت کو آب ودانہ مہیا کرنے والے ''بدنام کنندۂ نکو نامے چند'' تھے؟ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) کیوں کہ انھوں نے تو اس بے ثبوت مسئلہ کی نشاندہی فرما کر آپ کے خیال میں ایک فضیلت کی ''میخ نکال کر رکھ دی ہے۔'' ان بزرگوں کے متعلق ایسی ہرزہ سرائی کی جسارت کوئی ''بدایون کا للا'' ہی کرسکتا ہے آپ سے تو ایسی امید نہیں کی جاسکتی۔

اللہ کو یاد کر!

اس کے بعد ''علمی وقار کی علامت'' نے مسلمانوں کو درپیش کچھ معاشی وملی مشکلات پر لاعلمی کا اظہار کرنے کے بعد لکھا: آخر اس وقت ان (مولود کعبہ جیسے) مسائل کو چھیڑنے کی ضرورت کیا پیش آگئی ہے۔ اس وقت خارجیت، ناصبیت اور یزیدیت کی وکالت کی ضرورت کیوں پڑگئی ہے اس تحقیق، تدقیق اور اجتہاد کا امت مسلمہ کو کیا فائدہ ہے؟ سوائے اس کے کہ صحن کعبہ میں پیشاب کرنے والے کے مطابق صرف اپنی شہرت مقصود ہے چاہے وہ جیسے بھی ہو سچ فرمایا تھا حضرت اقبال نے۔

زاجتہاد عالمان کم نظر　　　　اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

قارئین! جن معاشی وملی مسائل کے متعلق حضرت نے لاعلمی کا اظہار کیا ہے یہ تو روزانہ کے اخبار میں موضوع سخن ہوتے ہیں، اور کچھ سوجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بآسانی معلوم کرسکتا ہے کہ یہ کن ناپاک قوتوں کے کھڑے کیے ہیں۔ لیکن ''علمی وقار کی علامت'' نے عدم معلومات کی وجہ سے جیسے زیر بحث مسئلہ کے بارے ''غیر متنازعہ'' اور ''منفرد

خصوصیت'' کہ دیا ہے اسی طرح یہاں بھی لاعلمی کا اظہار فرمارہے ہیں۔ میں حضرت کو یہاں صرف اتنا کہوں گا کہ جب آپ کی معلومات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ آپ کو نہ تو دنیاوی مسائل کی خبر ہے اور نہ ہی دینی وتاریخی مسائل کی، تو پھر آپ اپنے ممدوح حضرت اقبال کے اس مشورہ پر عمل کیوں نہیں کرتے۔

اے مردخدا تجھ کو وہ قوت نہیں حاصل جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو یاد کر!

کیا ہی اچھا ہوتا کہ عالی جناب ملک محبوب کی شہ پر ایک تاریخی مسئلہ پہ کلام کرنے والوں پر کلام کے بجائے یہاں بھی لاعلمی کا اظہار فرما کر کف لسان کرتے ہوئے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ (اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں) پر عمل کرتے؛ لیکن افسوس کہ جناب اس سے محروم رہے اور اسی محرومی کی وجہ سے آپ نے مولود کعبہ کے متعلق اکابر محدثین کے موقف کو بیان کرنے والوں کی سعی محمود کو خارجیت، ناصبیت اور یزیدیت کی وکالت کہ کر شیعیت، رافضیت اور سبائیت کی روح خوش کر کے ''من کے لڈو پھوڑے ہیں۔'' اور طرفہ یہ کہ اس ضمن میں ''صحن کعبہ میں پیشاب'' جیسی انتہائی ناروا مثال دے کر ''کتا حلال کرنے والے شیخ کا کردار ادا کیا ہے''۔

پھر جناب نے اس اقتباس کے آخر میں جو شعر لکھا ہے وہ آپ کی زیر بحث مسئلہ میں ''کم علمی'' کو مزید چار چاند لگا دیتا ہے۔

میں آپ سے ملتمس ہوں کہ یہ شعر آپ جس پر چسپاں کر رہے ہیں اس نے الحمد اللہ کم نظری سے کام لیتے ہوئے آپ کی طرح جہالت کی ترجمانی نہیں کی اور نہ ہی آپ کی

طرح چوکے چھکے مارے ہیں؛ بلکہ گزرے ہوئے ''محدثین اور اولیاء کاملین'' کے اقوال سے اپنے مضمون کو زینت دی ہے۔ لیکن افسوس ہے آپ پر کہ آپ نے وہ مضمون دیکھے بغیر ہی اس کی رائے کو کم نظر علماء کا اجتہاد قرار دے کر خود کو یہ جھوٹی تسلی دی ہے کہ مجھے گزرے ہوئے بزرگوں کی اقتدا کی ضرورت ہے۔ اگر واقعی یہی بات ہے تو انصاف کا خون کیے بغیر خدا کے لیے اتنا تو بتا دیں جن رفتگاں کے اقوال اس نے پیش کیے کیا وہ سارے کم نظر تھے؟

ہمیں اس پر کوئی ملال نہیں کہ اس تحقیق کی بنا پر ہمیں کوئی کم نظر یا کور چشم کہے ہمیں تو ڈاکٹر اقبال کی یہ بات یاد ہے۔

زاغ کہتا ہے نہایت بدنما ہیں تیرے پر
شپرک کہتی ہے تجھ کو کور چشم و بے ہنر
لیکن اے شہباز یہ مرغان صحرا کے اچھوت
ہیں فضائے نیلگوں کے پیچ وخم سے بے خبر!
ان کو کیا معلوم اس طائر کے احوال ومقام
روح ہے جس کی دم پرواز سرتاپانظر!

لیکن ایسے الفاظ جن کی زد میں اسلاف کرام بھی آجائیں، یقیناً قابل مذمت ہیں۔

رات کا شہباز

کسی نے چونکہ حضرت کو اہل اسلام کی طرف سے ''علمی وقار کی علامت'' اور ''روحانی دنیا کے لیے عظمت کا استعارہ'' جیسے بے نظیر القابات سے یاد کیا تھا، اس لیے ''علمی

وقار کی علامت'' نے بطور شکریہ اُس کی کاوش کو'' راست فکری'' سے تعبیر فرمایا ہے۔

(مولود کعبہ نمبر، ص36)

اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں کہ موصوف ''علمی وقار کی علامت'' اور'' روحانی دنیا کے لیے عظمت کا استعارہ'' بن جائیں؛ بلکہ ہم تو دعا گو ہیں کہ اللہ پاک آپ کو یہ نعمتیں عطا فرمائے! لیکن فی الحال.........■

اور رہا آپ کا کسی کو'' راست فکر'' کہنا، تو بقول اقبال ؎

معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کہ حقیقت　　　کہہ دے کوئی اُلو کو رات کا شہباز

درگاہ عالی میں فریاد

آخر میں اپنے آقا و مولیٰ، ملجا و ماویٰ، قرۃ عینی وسکینۃ قلبی سیدنا علی فداہ روحی وجسدی (جن کے نام پر میرا گھر بار فدا، میرے ماں باپ جن کے قدموں پر قربان، جن کی محبت میرا اوڑھنا بچھونا) کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض ہے یا سیدی! ہمیں آپ کی افراط سے پاک محبت کا درس دینے اور آپ کی طرف منسوب بے ثبوت روایات کو دلیل سے رد کرنے کی پاداش میں لوگ ستم کا نشانہ بنا رہے ہیں آقا ان لوگوں سے ہماری حفاظت فرمائیں!!

■ قارئین! آپ خود ہی غور فرمائیں کہ وہ کیسا علمی و روحانی ہے جو محض اپنی کم علمی کی وجہ سے ایک راسخ العقیدہ محبِّ مرتضیٰ مسلمان پر خارجیت و ناصبیت جیسی گندگی پھینک رہا ہے۔

مرتضٰی شیر خدا مرحب کشا خیبر شکن
سردار لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

حیدرا اژدر درا ضرغام ہائل منظرا
شہر عرفاں رادرا روشن درا امداد کن

ضیغما غیظ وغما زیغ وفتن را راغما
پہلوان حق امیر لافتیٰ امداد کن

اے خدارا تیغ وا ے اندام احمد راسپر
یا علی یا بو الحسن یا بوالعلیٰ امداد کن

اے رخت را غازہ تطہیر واذہاب نجس
اے لبت را مایہء فصل القضا امداد کن

اے عدوئے کفر ونصب ورفض وتفضیل وخروج
اے علوے سنت ودین ہدیٰ امداد کن

شمع بزم وتیغ رزم وکوہ عزم وکان حزم
اے کذاوا ے فزوں تر از کذا امداد کن

☆......☆......☆

پھیکے پکوان

ملک محبوب نے ہمارے بیان کردہ موقف کے خلاف ''بے مثل تحقیق'' کہ کراور ادپریہ اشارہ دے کر'' وجہ اللہ در بیت اللہ'' جو مضمون پیش کیا ہے، وہ راولپنڈی کے ایک شاہ صاحب کی، روالپنڈی کے ہی ایک رافضی کی مدد سے لکھی گئی اُس کتاب کے کچھ اقتباسات ہیں جو انھوں نے مفتی اقتدار احمد خاں نعیمی صاحب کے بیان کردہ بعض مسائل کے خلاف لکھی۔

اگر چہ اس کتاب کا رد مفتی صاحب کے ایک شاگرد نے ''ریحان المقربین بجواب تحریر المفضلین'' نامی کتاب میں کر دیا ہے جو کہ نعیمی کتب خانہ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ لاہور سے مل جاتی ہے، اور اس میں انھوں نے شاہ صاحب کی اچھی خاصی دُرگت بھی بنائی ہے لیکن اس کے باوجود جناب کی طرف سے اس کا کسی قسم کا جواب تا دم تحریر ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ ویسے انھیں چاہیے تو یہ تھا کہ پہلے اپنے خلاف لکھی گئی اس کتاب کا جواب دیتے، لیکن جناب کو اتنی تو ہمت نہیں ہوئی البتہ ملک محبوب کے ورغلانے پر ہماری کتاب مولود کعبہ کون؟ کے خلاف شائع کیے جانے والے ''نمبر دار''، ''نمبر'' کے لیے اپنی اسی کتاب کے کچھ اقتباسات شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اب ہمیں یہ حق تو پہنچتا ہے کہ ان اقتباسات پر جرح قدح کریں، اور اپنے قارئین کو بتائیں کہ ان اقتباسات میں ''مولود کعبہ سے متعلقہ'' ایک حوالہ بھی ایسا نہیں جس کی کوئی اصل (سند) ہو، سب کے سب بے اصل ودُم کٹے؛ گویا ''اونچی دوکان کے پھیکے پکوان'' ہیں۔ بلکہ بعض حوالے تو ایسے بھی ہیں جو ''بذات خود شاہ

صاحب کے توڑ مروڑ کا شکار ہیں۔''

لیکن چونکہ شاہ صاحب کی یہ کاوش ہماری کتاب کے منصۂ شہود پر آنے سے بہت پہلے کی ہے اور اس کی بعض غلطیوں کا انھیں بھی اعتراف ہے، اس لیے ہم ''حق رکھنے'' کے باوجود ان پر فی الحال مفصل کلام کرنے کے بجائے انھیں کہتے ہیں کہ: جناب اپنی کتاب کی اصلاح کریں! ورنہ ہم نے چوراہے میں بھانڈا پھوڑا تو آپ کو تکلیف ہو گی............

اور ہمارا آپ کو مخلصانہ مشورہ بھی ہے کہ ضد پر اڑے رہنے کی بجائے ہمارے پیش کردہ دلائل پر بھی غور فرمائیں شاید اللہ آپ کا سینہ کھول دے۔ ع

کچھ دیر اسے ہوتی ہے رحمت کرتے!

اور آپ وہ حق بات قبول کرلیں جسے آپ کے استاذ الاساتذہ سمیت کئی علما قبول فرما چکے ہیں۔

جہالت کی سرانڈ

البتہ ملک محبوب کی طرح شاہ صاحب کی کتاب کو بہت کچھ سمجھنے والوں کی سمجھ کے لیے عرض کرتے ہیں کہ: اس کتاب کے ابتدائی صفحات میں ہی جہالت کی سرانڈ موجود ہے لیکن شاید کچھ لوگوں کے دماغ اٹ چکے ہیں جو محسوس نہیں کرپاتے۔ اور ہوسکتا ہے ایسے حضرات ہمارے عطر سے، جو ابھی پیش کرنے والے ہیں، عطاروں کے بازار سے گزرنے والے بے ہوش بھنگی کی طرح وارفتہ ہوش ہو جائیں.........

خیر کوئی بات نہیں ہمیں اس وقت ہوش میں لانے والا نسخہ یاد ہے، بروقت استعمال کر

کے ہوش میں لے آئیں گے!

دیکھئے! عظمت شاہ صاحب نے اپنی ''بے مثل کتاب'' میں کیا لکھا ہے۔ لکھتے ہیں: دنیا کے ہر خطے کے مسلمان جانتے ہیں کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کعبہ شریف میں پیدا ہوئے اور یہ آپ کی خصوصیت وامتیازی شان ہے۔ اس واقعے کو رب کریم نے اتنی شہرت دی ہے کہ اہل سنت واہل تشیع کے علاوہ غیر مقلدین...... نے بھی اپنی معتبر کتابوں میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ اگر کسی عالم دین نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر نہیں کیا تو انکار بھی نہیں کیا۔ (مولود کعبہ نمبر، ص99)

اس اقتباس کے تین جملوں پر غور کریں! (۱) دنیا کے ہر خطے کے مسلمان جانتے ہیں۔ (۲) یہ آپ کی خصوصیت وامتیازی شان ہے۔ (۳) اگر کسی عالم دین نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر نہیں تو انکار بھی نہیں کیا۔

(۱) دنیا کے ہر خطے............ الخ

جنھوں نے ہماری کتاب ''مولود کعبہ کون؟'' کا مطالعہ کیا ہے ان پر تو اس جملے کی حقیقت واضح ہو چکی ہوگی، لیکن جن کو یہ سعادت نہیں ملی ان کی خدمت میں عرض ہے کہ تمام خطوں کو چھوڑیں صرف اس خطہء پاک کے مسلمانوں سے پوچھتے ہیں جہاں مولیٰ علی پیدا ہوئے کہ بتاؤ ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا علی پاک کی جائے ولادت کہاں ہے؟ اس بابت وہ کیا کہتے ہیں؟

ایک ایسے عالم ربانی کی زبانی سنئے جو آپ کرم اللہ وجہہ کے لخت جگر، نور نظر، امام عالی مقام امام ہُمام، راکب دوش مصطفیٰ، اوج مہر ہدیٰ، موج بحر ندیٰ، روح رُوح سخا، سید

الاتحیا سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہیں، اور صرف مکہ پاک کے باشندے ہی نہیں، حرم شریف میں مالکیوں کے قاضی بھی تھے؛ اور علما فرماتے ہیں: وہ علم کے ایسے سمندر تھے کہ ان کے بعد حجاز مقدس میں ان جیسا کوئی نہیں ہوا؛ وہ امام تھے، اصولی تھے، حافظ الحدیث تھے اور تقی الدین ان کا لقب تھا۔ ں نے اپنی اس کتاب میں جو مسلمانوں کے لیے تحفہ سے کم نہیں، لکھا ہے: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت گاہ کے قریب (شعب بنی ہاشم میں) ہے، اور یہ اہل مکہ کے نزدیک "بلااختلاف مشہور ہے"۔ نیز اس کے دروازے پر بھی لکھا ہوا ہے کہ "یہ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے پیدائش ہے۔ آپ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں: مولد علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قریباً من مولد النبی ﷺ من اعلاہ ممایلی الجبل، وھو مشھور عند اھل مکۃ بذلك لااختلاف بینھم فیہ...... وعلی بابہ مکتوب: ھذا مولد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ۔ (شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، الباب الحادی والعشرون، فی ذکر الاماکن المبارکۃ التی ینبغی زیارتھا الکائنۃ بمکۃ المشرفۃ وحرمھا وقربہ، ذکر صفۃ ھذا المکان، ج1، ص358، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعۃ الاولی1421ھ)

توجب اہل مکہ کے نزدیک ہی آپ "مولود کعبہ" نہیں تو پھر دنیا کے دوسرے بلکہ ہر خطے کی طرف یہ بات منسوب کرنا کیسے درست ہوسکتا ہے۔

(۲) یہ آپ کی خصوصیت .... الخ

شاید شاہ صاحب کو "خصوصیت" کی تعریف نہیں آتی جس کی وجہ سے اس روایت کو "امتیازی خصوصیت" قرار دے رہے ہیں۔ ہم انہی کے ایک تعلق والے کی بیان کردہ خصوصیت کی تعریف لکھتے ہیں شاید انھیں اپنی غلطی کا احساس ہو جائے! چنانچہ جامعہ اسلامیہ کا ناظم تعلیم لکھتا ہے: خصائص کہتے ہی ان فضائل کو ہیں جو صاحب فضائل کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ ہوں۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 89)

جب "خصوصیت" کی یہ تعریف آپ نے جان لی تو اب سنئے! صحاح ستہ میں سے مشہور کتاب مسلم شریف جسے بعض علما نے بخاری شریف پر بھی ترجیح دی ہے کی کتاب البیوع کے باب الصدق فی البیع والبیان میں ہے: ولد حکیم بن حزام فی جوف الکعبة وعاش مائة وعشرین سنة ۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کعبہ شریف میں ہوئی اور آپ ایک سو بیس سال تک زندہ رہے۔
(صحیح مسلم، کتاب البیوع باب الصدق فی البیع والبیان، رقم 1532، الرقم المسلسل 3859)

اور اسی بات کو دیگر علما نے "باسند" بھی لکھا ہے۔ اور اہل سنت کے عظیم محدث حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ نے اسے "صحیح" قرار دیا ہے۔ (تحفہ اثناعشریہ، ص 164، مکتبة الحقیقه ترکی، 1408ھ)

تو اب آپ ہی انصاف سے بتایئے کہ یہ مولیٰ علی پاک کی "خصوصیت" کیسے ہوگئی؟

(۳) اگر کسی عالم دین نے اپنی کتاب میں .... الخ

اس تیسری بات پر ہم وہ لفظ استعمال نہیں کرتے جو "ریحان المقربین" کے بعض مقامات پر کیے گئے ہیں، صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ شاہ صاحب اس سفید جھوٹ سے

علانیہ توبہ کریں اور جہالت کی گہری کھائی سے نکلنے کی کوشش کریں تاکہ انھیں معلوم ہو کہ بڑے بڑے متبحر علما نے اس کا انکار کرتے ہوئے آپ کی ولادت گاہ اس گھاٹی کو قرار دیا ہے جہاں اللہ کی ساری مخلوق سے افضل، ہمارے پیارے نبی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔■ اس مختصر گفتگو کے بعد بھی اگر ملک محبوب عظمت شاہ صاحب کے اس مضمون کو "بے مثل تحقیق" کہے تو اس کا علاج کسی مینٹل ہسپتال {Mental Hospital} میں ہی ممکن ہے ہماری معذرت!

☆......☆......☆

■ یہ بات تفصیلاً ہم نے اپنی کتاب مولود کعبہ کون؟ میں بیان کردی ہے یہاں اعادہ کی حاجت نہیں۔

پُر فریب

مولود کعبہ کون؟ کے خلاف قسمت آزمائی کرنے والوں میں مفتی محمد خان صاحب کا ایک پرانا ''خلیل'' بھی ہے جسے جناب گاہ بہ گاہ اپنے لکھے ہوئے مضامین بطور خلعت عطا فرماتے ہیں۔ خیر ہمیں ان پرسنل {Personal} معاملات میں دخل اندازی کی کوئی ضرورت نہیں۔

وہ کیا دیں گے یہ کیا لیں گے سخی جانے گدا جانے

پہلا فریب

مفتی محمد خان صاحب کے اس ''پُر فریب'' خلیل نے یہ جانتے اور بلا شک تسلیم کرتے ہوئے کہ حضرت حکیم بن حزام مولود کعبہ ہیں، مسلمانوں کو ورغلانے کے لیے کچھ ایسی عبارات لکھی ہیں جن سے آپ کے مولود کعبہ ہونے کی نفی کا گمان ہوتا ہے۔ (اور کوئی بعید نہیں کہ اسے یہ خلعت بھی مفتی محمد خان صاحب سے ہی ملی ہو............)

اولاً تو اس علمی مُفتَقِر کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ دعویٰ اور دلیل میں مطابقت کا بھی کوئی پاس و لحاظ ہوتا ہے۔

اس کا دعویٰ ان صاحبان علم و حشم کی عبارات پیش کرنے کا تھا جنھوں نے حضرت حکیم بن حزام والی روایت کو تسلیم نہیں کیا۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 127)

لیکن سب سے پہلے بطور دلیل یہ عبارت لکھی کہ سبط ابن جوزی...... متوفی 654 فرماتے ہیں:

وروی ان فاطمة بنت اسد کانت تطوف بالبیت وھی حامل بعلی علیہ السلام فضربھا، ففتح لھا باب الکعبة فدخلت فوضعتہ فیھا وکذا حکیم بن حزام ولدتہ امہ فی الکعبة ـ قلت وقد اخرج لنا ابو نعیم الحافظ حدیثاً طویلاً فی فضلھا الاانھم قالوا فی اسنادہ روح بن صلاح ضعفہ ابن عدی فلذلک لم نذکرہ۔

روایت ہے کہ حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد بیت اللہ کے طواف میں مشغول تھیں اور حمل سے تھیں پس ان کو دردزہ ہوا تو ان کے لیے کعبہ کا دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہوئیں اور بچہ کعبے میں پیدا ہوا اور اسی طرح حکیم بن حزام کو اس کی والدہ نے کعبہ میں جنا۔ میں کہتا ہوں اسے حافظ ابو نعیم نے روایت کیا ہے اور ایک لمبی حدیث اس کی فضلیت میں نقل کر دی ہے مگر ں نے سلسلہء سند میں روح بن صلاح کا نام لیا ہے جسے ابن عدی نے ضعیف کہا ہے اس لیے ہم اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔

تذکرۃ الخواص، بیروت لبنان، باب اول، ص ۱۴۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 127)

قارئین! خدا لگتی کہنا کہ ''تسلیم نہ کرنا'' اور ''ذکر کو مناسب نہ سمجھنا'' کیا ایک ہی چیز ہے؟ کیا ذکر مناسب نہ سمجھنا تسلیم کی نفی کرتا ہے؟ اور اگر یہ ایک چیز نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر آپ بھی دعا کریں اور میں بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک مفتی محمد خاں کے اس خلیل کی جہالت دور فرمائے!

دانشمند پچھان کریندے

ثانیاً: سبط ابن جوزی اس روایت کے صرف ایک راوی کو ضعیف کہہ رہا ہے حالانکہ اس کی توثیق بھی کی گئی ہے دیکھئے: میزان الاعتدال، حرف الراء من اسمہ روح، ج 2، ص 74، رقم 3115، دار الفکر بیروت 2009ء۔ جب کہ حضرت علی والی پوری روایت کو ہی صیغہ تمریض (وروی) سے ذکر کر رہا ہے۔ تو اگر حضرت حکیم بن حزام والی روایت صرف ایک سند کے ایک راوی کی وجہ سے جس کی توثیق کرنے والے زیادہ ہیں، ناقابل ذکر ہو سکتی ہے تو پھر وہ روایت کس طرح قابل ذکر ہو گئی جس کی سند کی بجائے ''وروی'' جیسے علیل صیغہ سے ابتدا ہو رہی ہے..........؟

لیکن یہ تو ایک علمی اور اصولی بات ہے جسے علماء ہی سمجھ سکتے ہیں خلیل جیسوں سے سمجھ کی امید عبث ہے۔ سچ فرما گئے میاں محمد بخش۔

دانشمند پچھان کریندے عاماں سار نہ بھائی   لکڑ ہارے لین بازاروں جو ستی مٹھیائی

غیر محتاط

ثالثاً: اگر خلیل کی مت نہ ماری گئی ہوتی تو یہ سبط ابن جوزی کی مذکورہ عبارت نقل کرنے سے قبل کم از کم اپنے دوست کے لکھے ہوئے یہ جملے ہی پڑھ لیتا کہ: ''اس (سبط ابن جوزی) کا شمار محتاط مصنفین میں نہیں ہوتا۔'' (شرح خصائص علی، ص 75) تا کہ اس غیر محتاط کی عبارت پر تکیہ نہ کرتا۔ لیکن قارئین! خلیل کو یہ بات کیسے نظر آتی یہ تو ''سبط'' کو صاحب علم وحشم اور لائق رحمت جانتا ہے۔ بس آپ اس کے لیے عافیت کی دعا

کریں کیوں کہ اندیشہ ہے کہ عقیدت سے مغلوب ہو کر جس طرح اس نے {1} امام علی {2} امام معصب {3} امام مسلم {4} امام زبیر {5} امام ازرقی {6} امام بلاذری {7} امام ابن حبان {8} امام ابن جوزی {9} امام قرطبی {10} امام جزری {11} امام ابن اثیر {12} امام ذہبی {13} امام سیوطی {14} امام سمعانی {15} امام خطابی {16} حافظ ابن منجویہ {17} حافظ ابن الصلاح {18} حافظ ابونعیم {19} حافظ ابن عساکر {20} حافظ مزی {21} حافظ ابن کثیر {22} حافظ عراقی {23} حافظ ابن حجر {24} حافظ عینی {25} حافظ خزرجی {26} علامہ ابوجعفر {27} علامہ ثعالبی {28} علامہ ابن منظور {29} علامہ صفدی {30} علامہ ابن ملقن {31} علامہ ابن قنفذ {32} علامہ بردی {33} علامہ مناوی {34} علامہ زبیدی {35} علامہ سہیلی {36} علامہ زرکلی {37} علامہ ابن المعالی {38} شاہ عبدالعزیز {39} علامہ دیار بکری {40} علامہ حلبی وغیرہ کی بیان کردہ روایت کو ''سبط'' کے مقابل قابل اعتنا نہیں سمجھا ایک دن یہ اِس کی کتاب سے اُس پیارے صحابی وجاںنثار مصطفیٰ کی خلافت، کہ ''جس کے انکار کو علما نے کفر کہا ہے''۔ (حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق،الاحق بالامامۃ،ج 1، ص 135، فتح القدیر، وجیز، بزازیہ، خلاصہ اور برجندی وغیرہ) کے خلاف روایات پیش کرنی شروع کر دے۔ (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

دوسرا فریب

خلیل نے قارئین کو دوسرا دھوکا یہ دینے کی کوشش کی ہے کہ جن صاحبان علم وحشم کی عبارتیں مابدولت نے حضرت حکیم بن حزام کے مولود کعبہ ہونے کی نفی میں پیش کی ہیں ان میں سے کوئی بھی رافضی نہیں۔ جیسا کہ اشارۃً ہمیں مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے:

لیکن وہ اس تاریخی حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے کہ ان میں سے کسی ایک پر بھی رافضی ہونے کا الزام پندرہ صدیوں میں کسی معقول صاحب علم نے نہیں لگایا اور ان کے رافضی ہونے کی خبر پندرہویں صدی کے ان نام نہاد محققین ہی کو ہوئی ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 132)

قارئین محترم! خلیل صاحب نے اس اقتباس میں جس حقیقت کو معقول صاحب علم کی آڑ میں اپنی جہالت کے پردے میں چھپانے کی کوشش کی ہے ہم اسے تار تار کرنا ضروری سمجھتے ہیں تا کہ انھیں جیتے جی توبہ کی توفیق مل سکے۔

ان کا کہنا ہے کہ: ان میں سے کسی ایک پر بھی رافضی ہونے کا الزام .... الخ

ہم کہتے ہیں پیارے کسی ایک کی بات نہ کر ہم تیری ''صرف ایک'' ملزم سے ملاقات کرواتے ہیں جسے کسی عامی نے نہیں، تیرے مسلمہ امام اور چودہویں صدی کے اس مجدد نے جنھیں کم و بیش پچاس علوم میں کامل دسترس حاصل تھی ''رافضی'' کہا ہے۔

اور وہ ہے ''مسعودی'' .... جیسا کہ آپ نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

مسعودی، علی بن حسین صاحب مروج تو خود رافضی ہے، اس کی کتاب ''مروج الذہب'' خلفائے کرام وصحابہ عظام عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر صریح تبرا سے جا بجا آلودہ وملوث ہے۔ لوط بن یحیٰ ابو مخنف رافضی، خبیث، ہالک کے اقوال ونقول بکثرت لاتا ہے، جس کے مردود و تالف ہونے پر ائمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے؛ اسی طرح اور ''رفاض وفساق وہالکین'' کے اخبار پر اس کی کتاب کا مدار ہے، جیسا کہ اس کے مطالعہ سے آشکار ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے اپنے نسخہ ''مروج الذہب'' کے

ہامش پر اس کی تنبیہ لکھ دی ہے۔(فتاوی رضویہ، ج29،ص700، رضافاؤنڈیشن لاہور، 1426ھ)
اب تو ہی انصاف سے بتا کہ کیا چودھویں صدی کے مجدد پندرہ صدیوں کے معقول علما کے زمرہ میں نہیں آتے؟ اگر تو ''عصف ماکول'' نہیں تو اس کا جواب نفی میں ہرگز نہیں دے گا کیوں کہ انھیں تو بڑے بڑے عقلا نے ''العلامۃ النحریر، الفہامۃ الشہیر، حامی الملۃ المحمدیۃ الطاہرہ، مجدد المئۃ الحاضرہ، امام المحدثین، حسام رقاب الملحدین، وحید الزمان، فرید الاوان، المحقق المدقق، الفاضل الکامل، شیخ العلماء، شیخ الاساتذہ علی الاطلاق، العالم العلامۃ المفرد، السید الحبر الامجد، سلطان العلماء المحققین، وحید العصر، فرید الدھر، مرشد السالکین، زبدۃ الفضلاء الراسخین، علامۃ الزمان، واحد الدھر والاوان شیخ الاسلام امام احمد رضا خان'' جیسے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔(حسام الحرمین)
اور مسعودی کو صرف اسی ہستی نے ہی رافضی نہیں کہا دیگر نے بھی کہا ہے۔ لیکن یہ تو خلیل کو تب معلوم ہوگا جب جہالت کا گھونگٹ اتار کر ہماری کتاب مولود کعبہ کون؟ پر نظر کرے گا۔ پھر اس نے ''چوری پر سینہ زوری'' کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ ان نام نہاد..........الخ
خیر اس پر تو ہمیں شکوہ نہیں کہ اس نے اپنی ''نہاد'' پر غور کیے بغیر ہمیں نام نہاد کیوں کہا وہ اس لیے کہ ہمیں کسی کی یہ رباعی یاد ہے۔

کرتے ہیں سفیہ اگر مذمت تیری
کر شکر کہ ثابت ہوئی عصمت تیری
پر مدح کریں وہ گر (نصیب اعدا)

رکھ یاد کہ اچھی نہیں حالت تیری

لیکن ہمیں فکر اس بات کی ہے کہ دن دہاڑے عوام اہل سنت کی آنکھوں میں دھول جھونکنے والے خضری لباس میں ملبوس ''خلیل'' جیسے رہزنوں سے انھیں چھٹکارا کب ملے گا! فالی اللہ المشتکی و علیہ التکلان و ھو المستعان

تیسرا فریب

قارئین! خلیل صاحب نے بعض بزرگوں مثلاً: حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر و اعلیٰ حضرت وغیرہ رحمھم اللہ کے اسمائے گرامی لکھ کر یہ دھوکا دینے کی بھی کوشش کی ہے کہ: پندرہویں صدی کے نام نہاد محقق کی بات پر بھلا کون کان دھرے گا جو امام حاکم کو نہ صرف شیعہ بلکہ رافضی بھی قرار دیتا ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 132)

اگر تو اس کا اشارہ ہماری طرف ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ ہم نے امام حاکم کو صرف اتنا ہی رافضی قرار دیا ہے جتنا حافظ ذہبی اور ابن حجر نے قرار دیا ہے بلکہ اس میں بھی تخفیف کرتے ہوئے حافظ ذہبی کے کچھ جملے لکھے ہی نہیں۔ لیکن اگر اس احتیاط کے باوجود بھی یہ الزام ہمیں پر ہے کہ امام ذہبی کے برعکس ہم نے انھیں رافضی قرار دیا ہے تو ہم اس کی تردید کی بجائے سورہ آل عمران کی آیت نمبر 61 کے آخری حصہ کی تلاوت کرکے ''سَلامٌ عَلَیْکُمْ لَا نَبْتَغِی الْجَاھِلِیْنَ۔'' (بس تم پر سلام ہو ہم جاہلوں کے غرضی نہیں) پر عمل کر لیتے ہیں۔ کیوں کہ۔

تکرار میں اسراف توانائی ہے
بے کار کی ضد، علم کی رسوائی ہے

جب مد مقابل نہ سنے کوئی دلیل

ایسے میں سکوت، عین دانائی ہے

البتہ خلیل سے آپ پوچھ سکتے ہیں کہ جن کا نام استعمال کر کے تو ہمیں دھوکا دینے کی کوشش کر رہا ہے جب وہی امام احمد رضا ''مسعودی کو عشرہ مبشرہ صحابہ علیہم الرضوان پر صریح تبرا کرنے والا رافضی'' کہہ رہے ہیں اور ساتھ فرما رہے ہیں کہ میں نے اس کی کتاب مروج الذہب کے حاشیہ میں یہ تنبیہ لکھ دی ہے۔تو آخر تو کس منہ سے مسعودی کو رحمتہ اللہ علیہ (مولود کعبہ نمبر، سطر پہلی، ص130) کہہ رہا ہے؟ کیا صحابہ کرام کا تبرا باز، کسی سنی کے نزدیک دعائے رحمت کا مستحق ہو سکتا ہے؟

لیکن ممکن ہے کہ خلیل ''مسعودی'' کو رافضی سمجھتے ہوئے رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہو؛ کیوں کہ اس کے بعض دوست تو غالی شیعوں کو رضی اللہ عنہ کہتے شرم محسوس نہیں کرتے۔اور نبی غیب داں ﷺ کا فرمان ہے "الرجل علیٰ دین خلیله"

چوتھا فریب

خلیل صاحب مذکورہ گفتگو کے بعد کہتے ہیں: ان حضرات نے وطیرہ بنا لیا ہے کہ مقتدمین ومتاخرین یا معاصرین میں جو صاحب علم بھی اہل بیت اطہار علیہم السلام کے ساتھ محبت کا دم بھرتا ہے اور ان کے فضائل ومناقب اور خصائص کو بیان کرتا ہے اس پر جھٹ سے شیعہ یا رافضی ہونے کا الزام لگا دیتے ہیں......... پھر کہتے ہیں:

اگر کوئی نام نہاد محقق کسی بھی صحیح العقیدہ مسلمان کو حب اہل بیت کی وجہ سے رافضی کہتا ہے وہ صاحب علم نہیں بلکہ بہت بڑا جاہل ہے۔(مولود کعبہ نمبر، ص132)

اگر تو خلیل صاحب کا روئے سخن ہماری طرف ہے تو ہم ان کے گوش گزار کر دیتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اہل بیت پاک کے خصائص و مناقب بیان کرنے والے کسی سنی کو رافضی کہا ہے نہ ہی آئندہ کہیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس نعمت غیر مترقبہ سے تو قسیم جہاں نے اپنے فضل وعنایت سے ہمیں بھی حصہ عطا فرمایا ہے اور الحمد للہ ہم سمجھتے ہیں کہ اہل بیت پاک کی محبت مسلمان کا دین ہے اور اس سے محروم ناصبی، خارجی جہنمی ہے؛ مگر محبت صادقہ، نہ کہ رافضیوں جیسی محبت کاذبہ کہ جنھیں ائمہ اطہار علیہم الرضوان فرمایا کرتے تھے خدا کی قسم تمھاری محبت ہم پر عار ہو گی۔ (فتاوی رضویہ شریف، ج 22، ص 421) اللہ پاک ہمیں اہل بیت پاک کی محبت پر ہی قائم رکھے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین و آلہ الطاہرین!

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول
گناہ بندہ بخش اے خدائے آل رسول
برائے آل رسول از برائے آل رسول
ببیں تفاوت رہ ازکجاست تا بکجا
تبارک اللہ ماو ثنائے آل رسول
مرا زنسبت ملک است امید آنکہ بہ حشر
ندا کنند بیا اے گدائے آل رسول

دوسوال

البتہ خلیل صاحب سے پوچھتے ہیں کہ:

☆ جو محبت اہل بیت کی آڑ میں صحابہ پر طعن کرنے والوں کا نا صرف معقول، بلکہ معقولات ومنقولات کے بحر زخار کے فتاوی سے رافضی ہونا ثابت کردے، ایسے سنی کو خارجیت سے منسوب کرنا کن لوگوں کا شعار ہے؟ اس سوال کے جواب میں اپنے ممدوح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ عبارت بھی پیش نظر رکھنا: اہل سنت کو خارجی کہنا رافضیوں کا شعار ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج 15، ص 73)

☆ ایسے فرقہ کو جسے اکابرین اہل سنت کفریہ عقائد کی بنا پر غیر مسلم قرار دے چکے ہیں اور اس بابت ان کے طویل بیان اور رسائل بھی موجود ہیں۔ وقد اشبع الکلام فی ذلک کثیر منهم والّفوفیه الرسائل۔ (العقود الدرية فی تنقيح الفتاوی الحامدية ،باب الردة والتعزير، ج 1، ص 103، دارالمعرفة بيروت) جو آدمی نہ صرف مسلمان کہے بلکہ اپنے سخن کا انکار کرنے والے پر بگڑے آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟

خیانت خلیل

خلیل صاحب نے جو ایسی بے سروپا عبارات پیش کی ہیں جن سے حضرت حکیم بن حزام کے مولود کعبہ ہونے کی نفی ہوتی ہے، ان میں ایک عبارت مسعودی، ایک سبط ابن جوزی اور کچھ ابن صباغ کے حوالہ سے ہیں، اور ایک عبارت حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی ہے۔

ہم نے کتاب مستطاب ''مولود کعبہ کون؟'' میں جہاں حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کی وضاحت کی تھی وہیں خلیل کی پیش کردہ قابل ذکر تمام عبارات پر بھی کلام کر دیا تھا۔ مثلاً: ابن صباغ کی فصول المہمہ سے نقل کرنے والوں پر اور خود اس پر بھی وغیرہ۔ البتہ سبط ابن جوزی پر وہاں کلام نہیں ہوا تھا وہ ماقبل آپ مختصراً ملاحظہ فرما چکے ہیں، اگر سبط کے بارے مزید جاننا چاہیں تو میزان الاعتدال فی نقد الرجال، حرف الیاء، من اسمہ یوسف، ج 4، ص 432، رقم 10389، مطبوعہ دار الفکر بیروت، طبع 1429ھ۔ اور لسان المیزان، حرف الیاء، من اسمہ یوسف (بن قزغلی)، ج 6، ص 423، رقم {9888}, 9478، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع 1416ھ۔ اور میزان الکتب، ص 103 تا 110، مطبوعہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ، بلال گنج، لاہور، طبع 1993ء۔ کی طرف رجوع کریں، آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ سبط ابن جوزی کیسا آدمی تھا۔

اور رہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ، تو آپ نے اگرچہ امام حاکم کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے بیان کردہ رائے ہی اختیار کی ہے لیکن اس کے باوجود امام حاکم کی طرح حضرت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کا انکار بھی نہیں کیا اور نہ ہی اسے حضرت علی پاک کا خاصہ قرار دیا ہے؛ مگر خلیل نے انتہائی مکاری سے قارئین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ شاہ صاحب کا شمار بھی ان لوگوں میں ہوتا ہے جنھوں نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے والی روایت کو تسلیم نہیں کیا، مولود کعبہ ہونے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خاصہ قرار دیا ہے۔ اور اس ضمن

میں شاہ صاحب کی مشہور زمانہ کتاب قرۃ العینین سے یہ عبارت بھی پیش کی ہے:
فضائل اوبسیاراست ومناقب اوبے شماراول ھاشمی است که او راھاشمیه بزاد وتولد اودرخانه کعبه بود واین فضیلتے است که پیش ازوے بآں متصف نه بود۔ آپ کرم اللہ وجہہ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں آپ پہلے ہاشمی ہیں جن کی والدہ ماجدہ بھی ہاشمیہ ہیں آپ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو آپ سے پہلے کسی کے حصے میں نہیں آئی۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 130,131)

قارئین! بالفرض اگر یہ رائے شاہ ولی اللہ صاحب کی ہو بھی تو سمجھ دار اس فیصلہ میں متردّد نہیں ہوتا کہ جب شاہ صاحب سے علم وفضل، زہد وتقویٰ اور حفظ وضبط میں فزوں کثیر علمانے حضرت حکیم بن حزام کو مولود کعبہ تسلیم کیا ہے، بلکہ شاہ صاحب کے اپنے لخت جگر ونور نظر، مرید ومستفید اور خلیفہ وجانشین حضرت علامہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی روح اللہ روحہ ونور ضریحہ جنھیں ''ملک العلما'' جیسی ہستی نے بھی ''مجدد مائۃ ثالث عشر'' کہا ہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج 3 ص 138، مکتبۃ المدینہ کراچی) نے بھی لکھا ہے کہ: در تواریخ صحیحه ثابت است که حکیم بن حزام بن خویلد که برادرزاده ام المؤمنین خدیجه کبریٰ بوددر کعبه متولد شده۔ ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے سیدنا حکیم بن حزام کا ''مولود کعبہ'' ہونا تواریخ صحیحہ سے ثابت ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ، ص 164، مکتبۃ الحقیقہ ترکی، 1408ھ) تو شاہ صاحب کا انکار چہ معنیٰ دارد؟

محدث حمیدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

وما اتفق الجمیع علیه بدءا وعودا فهو عن حق مبین

(جس پر سب نے اتفاق کرلیا، خواہ پہلے ہو یا بعد میں، کھلا حق وہی ہے)

لیکن دراصل شاہ صاحب کی رائے نقل کرنے میں خلیل نے بدترین خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شاہ صاحب کی مذکورہ عبارت کے بعد والا یہ جملہ نقل ہی نہیں کیا "الا یك شخص و آں حکیم بن حزام است۔" مگر ایک شخص حضرت حکیم بن حزام بھی کعبہ میں پیدا ہوئے۔ (قرة العینین فی تفضیل الشیخین، ص138,139، مطبوعہ درمطبع مجتبائی واقع دهلی مطبوع شد، جمادی الثانی 1310ھ۔ والمکتبة السلفیه شیش محل روڈ لاهور، باراول در پاکستان1396ھ)

اس خیانت پر ہم خلیل کو کچھ نہیں کہتے صرف قارئین سے اتنی عرض کرتے ہیں کہ "خائن" وہ ذلیل شخص ہے جس کی پہچان بروز قیامت یہ ہوگی کہ اس کے سرین (یعنی پچھلے مقام) کے پاس جھنڈا گاڑا جائے گا۔ عن النبی ﷺ لکل غادر لواء یوم القیامة یعرف به عنداسته۔ (العیاذ بالله تعالیٰ) (مسند احمد، مسند ابی سعید الخدری...... ج 17، ص404، رقم11303، مؤسسة الرسالة بیروت، اولیٰ1421ھ۔ مسند ابی الجعد، رقم1508۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم1245۔ مستخرج ابی عوانة، رقم6523۔ الفوائد، رقم 378 وغیرہ)

لہٰذا آپ خلیل سے دریافت فرمالیں اگر اسے یہ ذلت پسند ہے تو فبہا، ورنہ جس طرح علانیہ خیانت کی ہے اسی طرح توبہ بھی کرے۔ اور ساتھ اسے خواجہ فرید کی زبان میں یہ نصیحت بھی کردیں۔

ہے ہے ظالم نیت مرادئی تھولے کھوٹ کما

پیچ فریبیں چالیں والی ڈھولن ریت وٹا

کر کے سنگت، سانگ بیگانے بیٹھوں من پر چا

(ہائے ہائے ظالم، اتنا فریب نہ کر، جیسی نیت ویسا پھل ملے گا۔ مکر و فریب کی چالیں چھوڑ اور اپنا انداز بدل۔ (در حقیقت) غیروں کے ساتھ دوستی کر کے تو اپنا دل بہلا بیٹھا۔)

وضاحت خلیل

خلیل صاحب نے قارئین پر "بے علمی" کے باوجود اپنی علمیت کی دھاک بٹھانے کی غرض سے "بے حد ضروری وضاحت" کہہ کر حضرت حکیم بن حزام کی ولادت کعبہ والی روایت کے بارے میں فرمایا ہے:

اگر چہ وہ اصولاً ایک معضل روایت ہے اور بایں طور ضعیف ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 135)

محترم قارئین! اکیلے خلیل نے ہی اس روایت کو بلا دلیل "اصولاً معضل" نہیں کہا، اس کے ایک دوست نے بھی یہی گوہر افشانی کی ہے؛ اور ہو سکتا ہے خلیل نے بھی وہیں سے سرقہ کیا ہو کیوں کہ اس کا سرقہ بہت مشہور ہے۔ اسی لیے ہمارا خیال تھا کہ زیر نظر مضمون کا نام "فاقطعوا ایدیھما" رکھیں لیکن لاہور کے ایک مفتی صاحب کے کہنے پر ہم اسے "پر فریب" کے نام سے موسوم کر رہے ہیں۔ (عوام کی سمجھ سے شاید یہ باتیں بالاتر ہوں لیکن ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ سمجھنے والے سمجھ گئے ہوں گے۔)

دراصل مفتی محمد خان صاحب کے خلیل کا حضرت حکیم والی روایت کو معضل کہنا اس کے اپنے معضل ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ یہ روایت اصولاً معضل نہیں۔ لیکن اس بات سے چونکہ یہ جاہل ہے اس لیے ہم اسے "سلما" سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ ہاں آپ

اسے پوچھ سکتے ہیں کہ۔

جہل سے کب تک اٹھاؤ گے طبیعت کا خمیر

تا بہ کے طینت کو رکھو گے ضلالت کا اسیر

تا بہ کے زندہ رہو گے تم جہاں میں بے ضمیر

حشر تک رہنا ہے کیا دنیا کی نظروں میں حقیر؟

عداوت خلیل

کتاب مستطاب مولود کعبہ کون؟ پر ایک ایسے عالم دین نے بھی تقریظ لکھی جنھیں مفتی محمد خان صاحب کے بعض اساتذہ بھی حضرت رہبر شریعت، شیخ طریقت اور علامہ و پیر جیسے القابات سے یاد کرتے ہیں۔ ''دیرینہ دشمنی'' کی بنا پر خلیل نے اپنے سارے مضمون میں انھیں اوران کی کتاب ''ضرب حیدری'' کو ہدف طعن بنایا ہے۔ ''صاحب ضرب حیدری'' پر کیے گئے ان اعتراضات کے جوابات جو ہمارے موضوع (مولود کعبہ) سے متعلقہ نہیں ہم یہاں ذکر نہیں کریں گے؛ ان سب اعتراضات کے مدلل جوابات ''سوئے حجاز یا سوئے ایران؟'' اور ''کلمۃ الحق'' نامی رسائل میں دیئے جا چکے ہیں۔ (جو کہ مکتبہ غوثیہ مہریہ رضویہ میلاد چوک گڑ منڈی مین بازار گوجر خاں اور چک نمبر 11.A8R تحصیل و ضلع خانیوال سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔) البتہ جو اعتراض ہماری کتاب مولود کعبہ کون؟ پر لکھی گئی حضرت کی تقریظ سے متعلقہ ہیں ان کے جواب میں ہم کسی قسم کا ادھار نہیں کریں گے۔

قارئین! اس سے پہلے کہ آپ کو بتایا جائے کہ ''صاحب ضرب حیدری'' کون ہیں اور

خلیل جیسوں کی ''چمڑی ادھیڑنے والی'' ان کی ''ضرب حیدری'' علماء اہل سنت کے نزدیک کیسی ہے۔

یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ ضرب حیدری شیخین کریمین کی افضلیت پر لکھی گئی وہ کتاب ہے جس میں ''رافضیوں کے چھوٹے بھائی'' ■ تفضیلی حضرات کا تعاقب کیا گیا ہے۔ اور مولیٰ علی پاک کے ان نافرمانوں اور بدعقیدوں کے عبث اعتراضات کا بھی رد بلیغ کیا گیا ہے۔ اس کے مشمولات میں سے بعض باتیں جو کہ ضمنی ہیں، خلیل کے نزدیک قابل اعتراض تھیں، جس پر اس نے جیسا کیسا آیا اعتراض کر دیا۔

جن دو رسائل کا ہم ماقبل ذکر کر چکے ہیں یہ انہی اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ہیں اور بالخصوص ان لوگوں کے لیے بہت نافع ہیں جو محض خلیل کے بہکاوے میں آکر بدگمانیوں کا شکار ہو چکے ہیں۔

محترم قارئین! سوائے لاریب و بے عیب کتاب قران پاک کے جیسے دوسری کتب میں غلطی کا پایا جانا ناممکنات میں سے نہیں اسی طرح ضرب حیدری بھی چونکہ ایک کتاب ہے اس میں بھی تسامح کا پایا جانا ناممکن نہیں، اگرچہ جن علما نے اسے بالاستیعاب پڑھا ہے ل نے تعریفی کلمات ہی ارشاد فرمائے ہیں جو ابھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے، لیکن اس کے باوجود اگر کوئی عبارت ''محض خلیل اور اس کے فکری واعتقادی قبیلے کے نزدیک نہیں''، علماء اہل سنت کے نزدیک قابل رجوع ہو تو اس سے

■ فتاوی رضویہ، ج15، ص717۔ ج21، ص152۔

رجوع ضروری ہے۔ مگر ضرب حیدری میں بیان کردہ اصل مسئلہ میں کسی قسم کی لچک روا ہے اور نہ ہی یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ اس کا خلاف کرنے والے پر تو خود ہمارے آقا فداہ روحی وجسدی نے 80 کوڑے سزا تجویز فرمائی۔

علما کی نظر میں

قارئین! ضرب حیدری پر تیس (30) علماء و مفتیان کرام، سادات اور پیران عظام کی تقاریظ ہیں جن میں ایسی ایسی شخصیات بھی ہیں جنھیں ''وحید العصر'' کہنا بے جا نہیں؛ ان میں سے کچھ علما کے ارشادات عالیہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) شیخ المشائخ حضرت علامہ مولانا پیر سید محمد عرفان شاہ مشہدی ابن حافظ الحدیث سید جلال الدین مشہدی موسوی فرماتے ہیں:

ضرب حیدری میں ایسے ہی عیار اور سیاہ دل لوگوں کے بے سروپا نظریات کا رد و ابطال کیا گیا ہے جو اپنا ایمان اور نظریہ بھی اپنے دنیوی مفاد کے لیے فروخت کر دیتے ہیں......... حضرت مولانا غلام رسول قاسمی مدظلہ تو مخلص عالم، شیخ طریقت اور شیخ الحدیث ہیں، راقم الحروف تو سچے اور کھرے ''رند'' کو بھی دوغلے اور کھوٹے عالموں اور زاہدوں پر ترجیح دیتا ہے۔ معزز قارئین دلائل کے گلہائے رنگا رنگ باغ قاسمی سے خود چن لیں اور ان کی بھینی بھینی خوشبو سے مشام ایمان و جان کو معطر کریں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ اس کتاب کو نفعِ تام اور قبول عام عطا فرمائے۔ آمین (ضرب حیدری، ص18، 19)

(2) حضرت علامہ مولانا ابو الفضل عبد الرحیم سکندری فرماتے ہیں:

فقیر نے حضرت مولانا پیر غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہ کی تصنیف ضرب

حیدری کا ازاول تا آخر مطالعہ کیا جس کو بلا مبالغہ افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے موضوع پر منفرد پایا، ازسلف تا خلف اکابرین اہل سنت و جماعت کی مولانا صاحب نے حقیقت پسندی سے خوب تر ترجمانی فرمائی ہے۔راقم الحروف........ ضرب حیدری کی مکمل تائید کرتا ہے۔(ایضاً،ص 20)

(3)مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد سعید احمد اسعد فرماتے ہیں:

فقیر نے حضرت قبلہ مفتی غلام رسول قاسمی صاحب کی کتاب مستطاب ضرب حیدری کا مطالعہ کیا اور اس کو دلائل وبراہین سے مرصع پایا اور اپنے موضوع پر لاجواب پایا حضرت قبلہ علامہ غلام رسول قاسمی صاحب نے پوری امت کی طرف سے حق ادا کر دیا ہے۔اس کتاب کے بارے میں حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ العالی نے جو کچھ تحریر فرمایا بندہ اس سے مکمل اتفاق رکھتا ہے۔اللہ کریم مصنف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین (ایضاً،ص 22)

(4)حضرت علامہ مولانا مفتی محمد طیب ارشد صاحب فرماتے ہیں:

ہم ضرب حیدری کو حضور علیہ السلام کی نظر رحمت ،مؤلف مذکور کے مشائخ طریقت کی توجہِ عنایت سے اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے عطیہ خداوندی اور مؤلف کے لیے عظیم اعزاز سمجھتے ہیں اور ایسے اعزازات عطا کرنے کے لیے خداوند کریم خود کسی خوش نصیب کا انتخاب فرماتا ہے۔یہ عظیم خوش نصیب شخص مفسر قرآن ،شارح احادیث رحمت عالمیان ،الفہیم الذکی جامع المستند فی الفقہ الحنفی شیخ طریقت علامہ حکیم غلام رسول قاسمی مدظلہ ہیں۔حضرت مؤلف زید مجدہ نے ضرب حیدری تالیف کر کے شرعی

ضرورت پوری کی ہے.......... حضرت مؤلف مدظلہ نے ضرب حیدری میں سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے فضائل بڑی عقیدت، محبت اور وہبی علمی نکات کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ضرب حیدری اہل السنۃ والجماعۃ کے لیے حجت اور مسلک حق کی ترجمان ہے۔(ایضاً،ص25,26)

(5)حضرت علامہ مولانا مختیار احمد صاحب قاسمی لکھتے ہیں:

حضرت علامہ مولانا مفتی پیر سائیں قبلہ غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم العالیہ کا تصنیف شدہ رسالہ ''ضرب حیدری'' کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے اس تصنیف کو بیش بہا علمی موتیوں سے مالا مال پایا۔ میں نے اس تصنیف میں نفس مسئلہ کے متعلق قرآن کریم، احادیث مبارکہ، اجماع امت اور قیاس سے دلائل کا ذخیرہ موجود پایا۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کے عقیدہ سے انحراف یا روگردانی اہل سنت سے خروج کو مستلزم ہے کیوں کہ یہی عقیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین، جمہور علماء سلف وخلف ہے۔اور ''ضرب حیدری'' اس موضوع پر ایک مکمل کتاب ہے جو کہ محققانہ، مدللانہ عالمانہ خصوصیت کے ساتھ نہایت جامع اور آسان تصنیف ہے۔اس کتاب میں تفضیلیوں کے تمام سوالات کے جوابات احسن طریقے سے دلائل کے ساتھ دیئے گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے والے کو اس موضوع پر کوئی تشنگی باقی نہ رہے گی انشاء اللہ۔ تفضیلی بھی اگر تعصب کی پٹی اتار کر حق اور سچ کا متلاشی بن کر پڑھے گا تو اس کے تمام شکوک وشبہات خدشات اور توہمات ختم ہوجائیں گے۔بعونہ وفضلہ تعالیٰ (ایضاً،ص 31)

(6) حضرت علامہ مولانا خادم حسین رضوی فرماتے ہیں:

یہ کتاب (ضرب حیدری) یاجوج وماجوج کی فوج کے لیے ''سد سکندری'' ثابت ہو گی۔ میری دعا ہے۔

یا الٰہی پیر سائیں کو بنا کلک رضا
دشمن دیں یہ نہ سمجھیں کہ رضا جاتا رہا

(ایضاً، ص 33)

(7) حضرت علامہ مولانا سید ارشد سعید کاظمی فرماتے ہیں:

حضرت العلام شیخ الحدیث مولانا غلام رسول قاسمی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''ضرب حیدری'' جو کہ بقامت کہ وبقیمت مہ کی مصداق ہے، فقیر کے سامنے ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس میں علمی تحقیق کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت کیا گیا ہے تو اس نے انصاف سے کام نہیں لیا، نہایت ہی تجاہل کا ملانہ اور کج فہمی کا ثبوت دیا۔ (ایضاً، ص 37)

(8) حضرت علامہ مولانا غلام محمد سیالوی فرماتے ہیں:

شیخ الحدیث والتفسیر پیر طریقت حضرت علامہ غلام رسول صاحب دامت برکاتہم العالیہ المعروف ''پیر سائیں'' عالم باعمل اور صوفی باصفا ہیں اور بلند پایہ علمی ودینی شخصیت کے مالک ہیں۔ حضرت شیخ سعدی کے فرمان ''نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین'' کے مطابق تواضع، انکساری اور سادگی کا پیکر ہیں۔ میں قبلہ پیر سائیں کی علمی شخصیت سے اس وقت متعارف ہوا جب مجھے ان کا تحریر کردہ رسالہ ''اصول فقہ'' پڑھنے کا اتفاق ہوا اور

بے حد متاثر ہوا۔ اسی وقت میرے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ ان کی خدمت عالیہ میں جا کر ان کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا۔ چنانچہ بسیار مصروفیات کے باوجود شد رحال کر کے سرگودھا میں ان کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا اور ان کی بالمشافہ زیارت اور عالمانہ گفتگو سن کر میری عقیدت میں مزید اضافہ ہوا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے انھیں تفسیر، حدیث واصول حدیث، فقہ واصول فقہ اور دیگر علوم عربیہ سے وافر حصہ عطا فرمایا ہے۔ تحریر وتقریر کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے انھیں مافی الضمیر کی ادائیگی کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے اس لحاظ سے میرے نزدیک ہم عصروں میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ (ایضاً، ص 43)

قارئین! یہ تھے وہ پاکیزہ تأثرات جنھیں ہم نے "برض من عد" کے طور پر یہاں نقل کیا، مزید کے لیے "ضرب حیدری" کی طرف رجوع کریں!

لیکن تعجب ہے کہ علماء اہل سنت کے ایسے پاکیزہ تأثرات کے باوجود خلیل نے جس کی اپنی حیثیت سبط ابن جوزی و مسعودی کے فکری واعتقادی قبیلے کا ایک فرد اور مفتی محمد خان کا خلیل ہونے کے سوا کچھ نہیں، انتہائی ناروا کلمات سے "صاحب ضرب حیدری" کو یاد کیا ہے۔

پانچواں فریب

ہماری کتاب پر "صاحب ضرب حیدری" کی لکھی ہوئی تقریظ سے یہ اقتباس پیش کرنے کے بعد: "فقیر نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور مضبوط دلائل سے مزین پایا ہے آپ اس کتاب میں دلائل سے پڑھیں گے کہ: کعبہ شریف میں پیدا

ہونا سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا خاصہ ہے، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے، آپ کی جائے ولادت کو وہابیوں نے شہید کر دیا ہے، ان میں سے ایک ایک جملہ بولتی ہوئی حقیقت ہے۔ اگر کسی ایک آدھ عالم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ لکھ ہی دیا ہو تو اسے ان کے تسامح اور عدم توجہ پر محمول کرنا چاہیے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص136)

خلیل نے اس پر تبصرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

اس اقتباس نے ضرب حیدری کے مؤلف کے چہرے کو بے نقاب کر دیا ہے ضرب حیدری میں توں نے یہ فرمایا تھا کہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی مولود کعبہ نہیں بلکہ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی مولود کعبہ ہیں اور اب یہ فرما رہے ہیں کہ کعبہ شریف میں پیدا ہونا سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا خاصہ ہے اور سیدنا علی المرتضیٰ تو شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔

ضرب حیدری میں تو موصوف نے یہ فرمایا کہ مولود کعبہ ہونے کو سیدنا علی المرتضیٰ کا خاصہ ماننے والے رافضی ہیں اور یہاں فرما رہے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ سمجھنا شیعہ کا عقیدہ ہے۔ قربان جائیں اس ترقی معکوس پر حضرت نے یہ بھی خیال نہیں فرمایا کہ ضرب حیدری میں تو وہ خود بھی سیدنا علی المرتضیٰ کو مولود کعبہ مان چکے ہیں "لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا" کے مصداق ضرب حیدری کے مؤلف اپنے ہی فتوے کی زد میں آ گئے۔

ہمارا ان کو ہمدردانہ مشورہ ہے کہ وہ چاند کی طرف منہ کر کے تھوکنے کی روش سے باز

آجائیں وگرنہ کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا ان کا اپنا ہی چہرہ داغدار ہوتا چلا جائے گا۔ جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ حضرت علامہ سید عظمت حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی نے اپنی تالیف ''تذکرہ ولادت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ'' میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے پر مختلف ادوار کے تقریباً اکتالیس جید علمائے کرام کے اقوال جمع کیے ہیں اور اس پیر تسمہ پا کے تازہ فتوے کے مطابق یہ سارے کے سارے شیعہ ہوگئے بلکہ یہ تمام حضرات ان کی نظر میں ایک آدھ ہیں۔

چوں آں کرمے کہ سنگے نہاں است زمین آسمان او ہماں است

(مولود کعبہ نمبر، ص137,136)

قارئین محترم! خلیل کا یہ تبصرہ پڑھ کر صاحب ضرب حیدری کا اِسے یوں کہنا بے جا نہیں۔

تو محض گھمنڈ میں سرافراختہ ہے
ہر قول ترا جھوٹ ہے، خودساختہ ہے
کیا تجھ سے کسی کو آبرو کی امید
تو خود ہی جب ایک آبروباختہ ہے

اور اگر بحر بسیط میں بزبان ابوتمام یوں کہہ دیں۔

افی تنظم قول الزور والفند
وانت انزر من لاشیء فی العدد
اقلمت ویحك فی هجوی وفی ضرری
والعیر یقدم من ذعر علی الاسد

توان کوحق حاصل ہے۔ لیکن ہم خلیل کوایسے نہیں کہیں گے! ہاں اگراس نے پہل کی تو پھرایسی کہیں گے جواس کے چودہ طبق جلا کرر کھ دے۔ ہم صرف اپنے قارئین سے اتنی عرض کرتے ہیں کہ: اگرچہ ''صاحب ضرب حیدری'' نے حضرت سیدنا مرتضیٰ پاک فداہ روحی وجسدی کے مولود کعبہ ہونے کوبعض حضرات کی پیروی میں بیان کر دیا تھا لیکن جب انھوں نے بدلائل صحیحہ ملاحظہ فرمایا کہ یہ بے ثبوت بات ہے، آپ کی ولادت توشعب بنی ہاشم میں ہوئی، توانھوں نے بلااکراہ واجبار دلائل کے پیش نظر اس کی وضاحت فرمادی؛ اوریہی شیوہ اہل حق ہے۔ اللہ انھیں آخرت میں بہتر بدل عطا فرمائے!

اوراس امر میں فقط آپ ہی نہیں، پاکستان کے ایک نامور محقق وعالم سمیت دیگر کئی علما بھی شامل ہیں۔ لیکن ایک ''خلیل'' ہے کہ خود بھی تکبر میں مبتلا ہے اور صحیح ومدلل بات بیان کرنے والوں کو''ترقی معکوس'' سے تشبیہ دے رہا ہے۔

اگر یہ عالم ہوتا تو ہم اسے کئی بزرگوں کی ایسی مثالیں دیتے جنھوں نے ایک بات لکھی، لیکن دلائل واضح ہو جانے کے بعد محض خداخوفی سے فوراً رجوع کرلیا۔ لیکن اس کے سامنے ایسی پاکیزہ گفتگو میرے خیال میں ایسے ہی ہے جیسے کوئی ''بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگرائے۔''

ذہنی مریض

پھراس کا یہ کہنا کہ: ضرب حیدری میں موصوف نے یہ فرمایا کہ مولود کعبہ ہونے کوسیدنا علی المرتضیٰ کا خاصہ ماننے والے رافضی ہیں ....الخ

ذہنی مرض کی وجہ سے ہے؛ کیوں کہ جب یہ خود ''ضرب حیدری'' کی وہ عبارت نقل کر رہا ہے جس میں صاحب ضرب حیدری نے سیدنا مرتضی کریم کی ولادت کعبہ کو آپ کا خاصہ قرار دینے والوں کو رافضی نہیں کہا بلکہ فرمایا: ''روافض نے آپ کے خصائص بنا کر مشہور کر دیا ہے''۔ اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ رافضیوں کی اسی تشہیر پر ''ہمارے کئی سنی بھی تحقیق کے بغیر سر مارے چلے جاتے ہیں''۔ (مولود کعبہ نمبر، ص126) تو پھر خود ہی اس کے خلاف نتیجہ نکالنا کیا صحیح العقل سے متوقع ہے؟

پھر مزید ستم یہ کہ ''صاحب ضرب حیدری'' پر یہ بھونڈا الزام عائد کرنے کے باوجود اس نے یہ بھی کہا ہے کہ: وہ چاند کی طرف منہ کر کے تھوکنے کی روش سے باز آجائیں وگرنہ کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا ان کا اپنا ہی چہرہ داغدار ہوتا چلا جائے گا۔ جھوٹ کی بھی کوئی حد ہوتی ہے.........الخ

گویا خود ہی ان پر جھوٹا الزام لگا رہا ہے اور خود ہی انھیں (معاذ اللہ) جھوٹا اور چاند کی طرف منہ کر کے تھوکنے والا کہہ رہا ہے اور اس کے باوجود انہی کو ''ترقی معکوس'' سے بھی یاد کر رہا ہے۔ حالانکہ بزبان شاہ حاتم اسے تو ''اپنے بارے میں'' یہ کہنا چاہیے۔

جنوں کے فیض سے مانند بید مجنوں کے نمو کے بیچ کروں ہوں ترقی معکوس

قارئین! ہوسکتا ہے خلیل کا اس طرح پیچ و تاب کھانا ذہنی خرابی کے ساتھ دیرینہ ''حسد و بغض'' کی وجہ سے بھی ہو اور اسی وجہ سے ایک عالم دین کے سر جھوٹ کا جھوٹا الزام تھوپ رہا ہو۔ اگر یہ وجہ ہے تو میں اسے بڑی محبت سے کہتا ہوں۔

حسد سے دل اگر افسردہ ہے، گرم تماشا ہو
کہ چشم تنگ، شاید کثرت نظارہ سے وا ہو
بہ قدر حسرت دل، چاہیے ذوق معاصی بھی
بھروں یک گوشہ دامن، گر آب ہفت دریا ہو

پیر فرتوت

خلیل نے عظمت شاہ گیلانی کی کتاب کا تذکرہ کرنے کے بعد صاحب ضرب حیدری کو مخاطب کرتے ہوئے یہ جملے بھی کہے ہیں: اس پیر تسمہ پا......... الخ

قارئین! عظمت شاہ کی کتاب کی علمیت کی ایک معمولی سی جھلک تو آپ ماقبل دیکھ چکے ہیں؛ البتہ اس نے ''صاحب ضرب حیدری'' کو جو پیر تسمہ پا (پیچھا نہ چھوڑنے والا) کہا ہے یہ اس ''پیر فرتوت'' کی بے بسی کا واضح ثبوت اور ''حیدری ضرب'' کا کمال ہے۔ غور کریں! جب عام آدمی کسی کی پٹائی شروع کر دے تو مار کھانے والا کیا انتہائی لجاجت کے ساتھ اس ''پیر تسمہ پا'' (پیچھا نہ چھوڑنے والے) کو یہ نہیں کہتا: ''یار میرا پیچھا کیوں نہیں چھوڑتے!'' تو جب عام ضرب کا یہ عالم ہے تو ''ضرب حیدری'' کا کیا عالم ہوگا!

اے صاحب ضرب حیدری تیرے کیا کہنے ؎

وَاَخَفْتَ اَهلَ الشّرکِ حَتّٰی اِنّه لَتَخافُكَ النُّطَفُ الَّتِی لَمْ تُخلَق

لیکن خلیل پیر تسمہ پا کہے یا منتیں کرے اسے یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ''حیدری ضرب'' لگانے والے نے بھی تہیہ کر لیا ہے کہ پیچھا تب ہی چھوڑوں گا جب تفضیلی سچے دل سے

توبہ کر کے مولا علی پاک کی نافرمانی اور اہل سنت کے اجماعی عقیدہ کی مخالفت سے باز آجائیں گے۔

پہلے اپنا دامن دیکھ!

باقی رہا خلیل کا ''ایک آدھ'' والے جملہ پر اعتراض کرتے ہوئے شعر پڑھنا، تو اسے سب سے پہلے اپنی چارپائی کے نیچے ڈنگوری پھیر لینی چاہیے تھی، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا تو ہم ''ڈنڈا پھیرتے ہوئے'' کہتے ہیں خلیل صاحب! یہ شعر آپ کو اس وقت کیوں یاد نہیں آیا جب آپ نے یہ گوہر افشانی فرمائی: ''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ''بعض محدثین ومؤرخین'' نے حضرت حکیم بن حزام کے مولود کعبہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔'' (مولود کعبہ نمبر، ص126)

حالانکہ جن کو جناب ''بعض'' کہہ رہے ہیں ان میں سے صرف چالیس کی طرف تو ہم نے بھی اشارہ کر دیا ہے؛ اور ان میں ایسے بھی ہیں جن کی عظمت کو ''آپ کے جید'' بھی جھک کر سلامی دینا باعث افتخار سمجھتے ہیں۔ تو جب وہ عالی مرتبت ''بعض'' ہو سکتے ہیں تو اگر ایسوں کو ایک آدھ کہہ دیا جائے جن میں رافضی بھی ہیں تو آخر اس میں مروڑ والی کون سی بات ہے۔

پہلے اپنا دامن دیکھ بند قبا دیکھ!

اور خلیل کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ فی الحال ہم نے عظمت شاہ صاحب کو اہل سنت کے آقا و مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف بے ثبوت بات منسوب کرنے اور نقل حوالہ میں بعض مقامات پر ڈنڈی مارنے کی پاداش میں وہ سب کچھ نہیں کہا جس کے وہ

لائق تھے؛ انھیں اصلاح کا موقع دیا ہے۔ لیکن اگر ''اصلاح'' کو عظمت شاہ صاحب نے ''کسرِ عظمت'' سمجھا تو پھر ان شاء اللہ ہم انھیں اور تجھ جیسے ''اکتالیس'' کا چربہ لگانے والوں کو بھی سمجھائیں گے کہ '' کتنے بیسیوں سو ہوتا ہے''۔

ٹھیکیدار صاحب

خلیل ہماری کتاب مولود کعبہ کون؟ میں بیان کردہ جلیل الشان محدثین اور علماء اہل سنت کے مولیٰ علی پاک کے مولود کعبہ والے موقف کی تائید کرنے کی پاداش میں ''صاحب ضرب حیدری'' کو بغض علی کی گہری کھائی میں گرانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہتا ہے:

دراصل وہ (صاحب ضرب حیدری) رفتہ رفتہ بغض سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں گہری کھائی میں گرتے جا رہے ہیں اور وہ بھی پتھر میں نہاں اس کیڑے کی طرح اپنا زمین و آسمان اس گہری کھائی کو سمجھ بیٹھے ہیں۔ خدارا اس کھائی سے نکلنے کی کوشش کریں تا کہ آپ کو پتہ چل سکے کہ امت نے جس کثرت کے ساتھ مولا علی رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کو مانا ہے اتنا حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کو نہیں مانا۔ آج امت مسلمہ کا بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مولود کعبہ ہیں لیکن حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کا مولود کعبہ ہونا صرف اہل علم حضرات ہی کو معلوم ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 137)

قارئین محترم! دراصل خلیل کا تعلق اس طبقہ سے ہے جو رافضیوں کی طرح خود کو اکیلا محبت علی کا ٹھیکیدار سمجھتے ہوئے یہ گمان کرتا ہے کہ میری جاری کردہ سند کے بغیر کوئی

محبّ علی ہو ہی نہیں سکتا۔حالانکہ اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو جیسے بد بخت خارجیوں کی مثال یہودیوں کی طرح ہیں ان کا حساب بھی ان نصاریٰ کی طرح ہے جن کے بارے نبی کریم ﷺ نے جناب علی پاک رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: اے علی! تیری مثال سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی سی ہے، یہودیوں نے ان سے ایسی دشمنی کی کہ ان کی ماں پر بہتان لگا دیا اور ''نصاریٰ نے ان سے ایسی محبت کی جس کے وہ لائق نہ تھے۔''

(فضائل الصحابة لاحمد بن حنبل، رقم 1087۔السنة لابن ابی عاصم، رقم 1004۔مسند البزار، رقم 758۔السنن الکبریٰ للنسائی، رقم 8434۔معجم ابن الاعرابی، رقم 1505، شرح مذاهب اهل السنة لابن شاهین، رقم 119)

اور جناب مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اسی لیے فرمایا کرتے تھے: آگاہ ہو جاؤ میری وجہ سے دو گروہ ہلاک ہو جائیں گے ایک وہ جو میری محبت میں حد سے تجاوز کرے گا اور میری طرف ان باتوں کو منسوب کرے گا جو مجھ میں نہیں؛ اور دوسرا اس حد تک مجھ سے دشمنی رکھے گا کہ مجھ پر بہتان باندھے گا۔ (السنة لعبدالله بن احمد بن حنبل، رقم 1263 ودیگر کتب احادیث)

ناصبی رابغض تو سوئے جہنم رہ نمود
رافضی از حب کاذب در سقر در آمدہ
من زحق می خواہم اے خورشید حق آں مہر تو
کز ضیائش عالم ایماں منور آمدہ

پس صاحب ضرب حیدری کو ایسی سند محبت کی کوئی ضرورت نہیں جس پر نصرانیت کی مہر ثبت ہو، انہیں اپنے پیارے رسول ﷺ کے فرمان کے پیش نظر صرف مولیٰ مرتضیٰ

پاک سے وہی محبت کرنی چاہیے جس کے وہ اہل ہیں۔اور الحمد اللہ یہ نعمت انہیں اللہ پاک نے عطا بھی فرمائی ہے جس کا اندازہ خلفائے اربعہ کے خصائص پر مشتمل ان کی کتاب ''کتاب الخصائص'' پڑھ کر بخوبی ہوجاتا ہے۔اللھم زد فزد

امت کی قبولیت

خلیل کی مذکورہ عبارت میں یہ بات بھی ہے کہ امت نے جس کثرت کے ساتھ مولاعلی رضی اللہ عنہ............الخ

قارئین! خلیل کا یہ تسلیم کرتے ہوئے بھی کہ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ کو''صاحب علم'' ہی مولود کعبہ مانتے ہیں عوام میں مشہور بات کو اہمیت دینا حیران کن نہیں،اس میں عقل ہی صرف اتنی ہے۔آپ غور فرمائیں کہ اگر یہ تھوڑی سی بھی سوجھ بوجھ کا مالک ہوتا تو کیا اس پر غور نہ کرتا کہ عوام میں تو ''بڑھیا کے بیڑے والی کہانی'' اس سے بھی زیادہ مشہور ہے مگر میرے دوست فیضی صاحب اس پر کئی سوالات کرنا چاہتے ہیں۔(مولود کعبہ نمبر،ص139)

اسی طرح غوث پاک کے والد گرامی کا سیب والا واقعہ بھی زبان زد خاص وعام ہے مگر میرے دوست فیضی صاحب اسے بھی مشہور مگر موضوع و بے سند واقعات میں شامل کر رہے ہیں۔(ایضاً،ص139) پھر طرفہ یہ کہ میرے دوست فیضی صاحب حضرت خضر علیہ السلام کی حیات اور محافل میں آمد کو بھی موضوع و بے سند روایات میں شامل کر رہے ہیں حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام کے زندہ محفل میں آنے پر خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نشاندہی موجود ہے۔ جسے دوسرے محدثین کے علاوہ امام حاکم نے بھی

مستدرک میں نقل کیا ہے۔(المستدرك على الصحيحين، كتاب المغازى و السرايا، ج 3، ص 60، رقم 4392، دار الكتب العلميه بيروت، الطبعة لثانيه 1422ھ)

تو جب یہ روایات جنہیں امت کا بچہ بچہ جانتا اور مانتا ہے، (بقول فیضی) موضوع ہو سکتی ہیں تو آخر حضرت علی کے مولود کعبہ ہونے والی روایت کیوں بے ثبوت نہیں ہو سکتی جسے فیضی نے نہیں ان علماء نے بے ثبوت کہا ہے جن کے جوتے اٹھانے کی بھی فیضی میں لیاقت نہیں۔

اور اگر میرا دوست فیضی انہیں موضوعات میں شمار کر سکتا ہے تو آخر "هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون" (کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان) کے ہوتے ہوئے "اہل علم" حضرات کی رائے کو چھوڑ کر مجھ پر مولود کعبہ والی روایت میں عوامی تواتر کا "متواتر جنون" کیوں طاری ہے؟

لیکن یہ باتیں تو خلیل کے ذہن میں تب آتیں اگر یہ عاقل ہوتا، مگر یہ اس نعمت سے محروم ہے!

متصل

مفتی محمد خان صاحب کا خلیل اپنے مضمون کے اختتام سے قبل ایک بچگانا حرکت کرتے ہوئے کہتا ہے: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کا تذکرہ جس روایت میں ہے اس کی سند متصل ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 137)

اپنے قارئین کے لیے ہم سب سے پہلے "متصل" کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور حکم بیان کرتے ہیں بعد ازاں خلیل کی مدارت۔

متصل کی لغوی تعریف

یہ ''اتصل'' سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جو کہ ''انقطع'' کی ضد ہے، اور اس کو موصول بھی کہتے ہیں۔ (تیسیر مصطلح الحدیث، المتصل، ص 171، مکتبة المعارف للنشر و التوزیع، الطبعة العاشرة 1425ھ)

متصل کی اصطلاحی تعریف

متصل وہ حدیث ہے جس کی ابتدا سے انتہا تک تمام راوی ایسے ہوں جنھوں نے اپنے شیخ سے براہ راست سماعت کی ہو، اور اس پوری سند میں کوئی راوی ساقط نہ ہو، اب چاہے اس کی انتہا رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر ہو چاہے صحابی یا کسی تابعی پر۔ (تحسین الوصول الی مصطلح حدیث الرسول، ص 42,43، دار اھل السنة کراچی 1427ھ۔ المعجم الوجیز فی اصطلاحات اھل الحدیث، حرف المیم، المتصل، ص 213، رقم 693، الفاروق الحدیثة للطباعة و النشر، الطبعة الاولیٰ 1429ھ۔ وغیرہ کتب علوم الحدیث)

متصل کی تعریف کے ضمن میں ابو حفص محمود بن احمد نے لکھا ہے کہ: حافظ عراقی فرماتے ہیں: تابعین کے اقوال کی جب اسناد متصل ہوں تو انہیں مطلقاً متصل نہیں کہا جائے گا، ہاں قید کے ساتھ جائز ہے، اور یہ علماء کرام کے کلام میں موجود بھی ہے؛ جیسے وہ کہتے ہیں: یہ روایت سعید بن مسیب تک متصل ہے، یہ روایت امام زہری یا امام مالک وغیرہ تک متصل ہے۔ اس میں باریک فرق یہ ہے کہ ان کا نام ''مقاطیع'' رکھا جاتا ہے۔ پس ان پر ''متصل'' کا عام اطلاق ایسے ہی ہے جیسے ایک چیز کے لغوی اعتبار سے دو متضاد وصف بیان کیے جائیں۔ (تیسیر مصطلح الحدیث، ص 171)

متصل کا حکم

حدیث متصل حسب شرائط معلومہ کبھی صحیح، کبھی حسن اور کبھی ضعیف ہوتی ہے۔

الحکم المشترك بین المتصل والمسند، الحدیث المتصل والحدیث المسند مشترکان بین الصحیح والحسن و الضعیف فکل واحد منھا حسب الشروط المعلومة قدیکون صحیحاً، وقد یکون حسناً، وقد یکون ضعیفاً۔(تحسین الوصول، ص67)

اس اصولی گفتگو کے بعد اب یہ جان لیں کہ خلیل کا ''دعوی متصل'' ایسے ہی ہے جیسے کسی بے شعور بچے نے فقط ''عقاب'' کا نام سنا ہو اُسے یہ معلوم نہ ہو کہ عقاب کہتے کس کو ہیں، اور اسی لاعلمی کی بنا پر جب وہ ''چیل'' دیکھے تو فوراً کہے وہ رہا عقاب!

بالکل اسی طرح جب مفتی محمد خان صاحب نے ہمارے خلاف اپنے ایک ''محبوب'' کو خصوصی مکتوب روانہ فرمایا تو اس میں مولا علی پاک کے مولود کعبہ ہونے پر ایک ایسی با سند روایت جسے اہل سنت کے ایک عظیم محدث نے ''شیعوں کی روایت'' قرار دیا ہے، کو بھی پیش کیا۔ تو خلیل نے جب یہ سند دیکھی تو ''متصل'' یاد آگیا؛ پس عالم طفولیت کی بے شعوری میں فوراً کہہ دیا یہی ہے متصل!

خیر کوئی بات نہیں بچوں سے بھول چوک ہو جانا بعید نہیں؛ ہم برہمی کی بجائے برخوردار کو بڑی محبت سے کہتے ہیں: سب سے پہلے مفتی محمد خان صاحب سے معلوم کرو کہ کیا یہ واقعی ''متصل'' ہے؟ اگر آپ کے اس راہنما نے اتصال ثابت کرتے ہوئے آپ

کو سمجھا دیا کہ یہ ''متصل ہی ہے'' تو ہمیں بھی بتانا! آپ کے صائب الرائے ہونے کی خوشی میں ہم ایک دو روپیہ نہیں پورے 10 روپے آپ کو بطور انعام دیں گے۔ (لیکن اس سے زیادہ نہیں، آپ کو معلوم نہیں، ہمیں پتا ہے کہ زیادہ پیسوں سے بچے خراب ہو جاتے ہیں۔)

☆......☆......☆

ایک خانہ زاد حکَم کا احتساب ■

مولود کعبہ کون؟ کے خلاف طالع آزمائی کرنے والا ظہور احمد فیضی نامی ایک شخص بھی ہے جس کے ساتھ "ریسرچ اسکالر جامعہ اسلامیہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور" کا دم چھلا لگا ہوا ہے۔ اس "خانہ زاد حکَم" نے "مولود کعبہ کون کا علمی محاکمہ" کے نام سے ایک مضمون لکھا ہے۔

علم دوست قارئین! اس سے قبل کہ آپ کو "خانہ زاد حکَم" جناب ظہور صاحب کے علمی محاکمہ میں "علمی ظہور" کا نظارہ کروایا جائے یہ ذہن نشین فرمالیں کہ:

☆ موصوف کوئی پڑھا لکھا باشعور انسان نہیں، صرف سطحی قسم کا آدمی ہے؛ اور اس پر اس کی یہ تحریر ہی شاہد عادل ہے۔ اس لیے میں نے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدرِ عقُولِھم (لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو) کے مدنظر اس کے اس مرتبہ کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن آپ کو سامنے رکھتے ہوئے کچھ اشارے کنائے میں بھی علمی وادبی گفتگو ہوگئی ہے، اگر توجہ رہی تو ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور محظوظ ہوں گے۔

■ یہ مضمون رسالہ "البرہان الحق" میں بھی شائع ہوا، مگر ناشرین نے جگہ کی قلت اور کسی مصلحت کے پیش نظر تغیّر وتبدّل کردیا؛ کئی ایسے جملے حذف کردیے جن کے بغیر مُصنّف کا مُدّعا کماحقُّہ نہیں سمجھا جاسکتا، بعض ایسے جملوں کا اضافہ کردیا جو مُصنّف کی مراد کے خلاف ہیں اور کئی مقامات پر مصنف کا طرز کلام بھی بدل دیا۔ اب ہم اسے بلاکم وکاست شائع کررہے ہیں امید ہے کہ قارئین اسے ہی ترجیح دیں گے۔ (دارالتحقیق)

اور میرا مشورہ ہے کہ اس توجہ کے لیے اگر "مولود کعبہ کون؟" کا مطالعہ فرمالیں تو بہتر ہوگا۔

☆ معاملہ نقد انقد چکانے کے ساتھ کچھ ادھار بھی کیا ہے۔ کیوں؟ ابھی نہیں بتاؤں گا! شومیِ قسمت سے اگر یہ دوبارہ مقابل آنے کی غلطی کر بیٹھا تب یہ راز فاش ہوگا۔

پہلا اعتراض

ظہور صاحب بعض مشہور واقعات و روایات کے اندراج کے بعد کچھ اس طرح اظہار فرماتے ہیں: ایسی کئی موضوع روایات اور کئی موضوع اور بے سند مگر مشہور واقعات ہیں مگر خدا جانے کہ ہمارے نام نہاد محققین کی توجہ فقط سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کی نفی کی طرف کیوں چلی جاتی ہے اور مذکورہ بالا موضوع روایات و من گھڑت واقعات کی طرف کیوں نہیں جاتی؟ (مولود کعبہ نمبر، ص 140)

معترض نے کچھ عرصہ پہلے "شرح خصائص علی" نامی ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس مسئلہ کو چھیڑا گیا جس کی بابت علماء اہل سنت اشد تاکید فرماتے ہیں کہ اس پر کلام نہ کیا جائے۔ جیسا کہ: حضرت صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، فقیہ اعظم، علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے لکھا ہے کہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے باہم جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام حرام سخت حرام ہے مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب حضرات آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جانثار اور سچے غلام تھے۔ (بہار شریعت ،امامت کا بیان ،ج 1،ص 254 مکتبۃ المدینہ کراچی، 1429ھ)

لیکن اس نام نہاد ہی نہیں انتہائی بدنہاد محقق نے نہ صرف اس موضوع پر قلم اٹھایا بلکہ بعض صحابہ کے بارے وارد فرمان رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو خلاف درایت

قرار دے دیا۔ مثلاً: سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں مروی دعائے رسول اللھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھدبہ! کے بارے میں کچھ اٹکل پچو لگا کر لکھتا ہے: یہ حدیث درایۃً درست نہیں ہے۔ (شرح خصائص، ص917) (العیاذ باللہ تعالیٰ)

خیر اس کے کہنے سے تو سیدنا معاویہ سے یہ نعمت نہیں چھن سکتی۔

لیکن اس کے تعصب کی انتہا دیکھیں کہ بغض معاویہ رضی اللہ عنہ میں اپنی اسی کتاب کے صفحہ 26 پر لکھا ہوا یہ قاعدہ بھی بھول گیا کہ: "اہل سنت عقل پر کم، نقل پر زیادہ اعتماد کرتے ہیں۔" (قطع نظر اس کے کہ یہ بات صحیح ہے یا نہیں) اگر یہ اہل سنت تھا تو اسے یہاں بھی اسی پر ہی عمل کرنا چاہیے تھا کیوں کہ جس حدیث کا یہ انکار کر رہا ہے راقم کی ناقص معلومات کے مطابق اسے امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام ترمذی، امام ابن ابی عاصم، امام ابوبکر بن خلال اور امام طبرانی سمیت 50 سے زائد ائمہ، فقہا، محدثین اور علما و حفاظ نے اپنی کتب میں نقل کیا ہے اور ان میں سے کسی ایک نے بھی اسے درایت کے خلاف نہیں کہا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ بوقت ضرورت اس کی تمام جہتوں پر سیر حاصل گفتگو ہو گی۔) مگر خدا جانے اس مسخرے کی توجہ اس وقت ان واقعات و روایات کی لسٹ{list} کی طرف کیوں نہیں گئی جس کی طرف یہ ہماری توجہ دلانا چاہتا ہے؟ اور خدا جانے اتنے موضوع واقعات کے ہوتے ہوئے بھی تحقیق کے لیے اسے رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی دعا ہی کیوں نظر آئی؟ آخر یہ انداز تحقیق کس چیز کی غمازی کرتا ہے؟

دوسرا اعتراض

اس نے ہماری کتاب کی ایک تقریظ کے اس اقتباس پر کیا ہے کہ: دو تین سال سے سنی نمار وافض نے بعض مقامات پر ''جشن مولود کعبہ'' کا اہتمام کیا جو پہلے کبھی نہیں ہوتا تھا، تو لامحالہ اہل سنت کو اس چھیڑ خانی اور روافض پروری کا نوٹس لینا پڑا۔ (مولود کعبہ نمبر، ص141)

اس پر اس نے لکھا ہے:

یہ اقتباس ایک شخص غلام رسول قاسمی کی تقریظ سے لیا گیا ہے۔ اس نے ذکر مرتضیٰ کو چھیڑ خوانی اور روافض پروری کہا ہے۔ (ایضاً، ص141)

قارئین کرام! حضرت شیخ الحدیث علامہ مولانا پیر غلام رسول قاسمی حفظ من شر کل حاسد وشانی کی عبارت آپ دوبارہ پڑھیں اور غور کریں کہ کیا حضرت نے مولا علی پاک کے ذکر کو چھیڑ خانی کہا ہے یا جشن مولود کعبہ کے اہتمام کو! یقیناً آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ غیظ المنافقین حضرت قاسمی صاحب زیدت معالیھم اپنے آقا و مولیٰ سیدنا علی پاک کے ذکر مبارک کو چھیڑ خانی نہیں کہہ رہے، محض ''جشن مولود کعبہ'' کے عنوان سے محافل کا انعقاد کر کے رافضیوں والی روایتیں بیان کرنے کو چھیڑ خانی کہہ رہے ہیں۔ لیکن نجانے اس کی کیوں مت ماری گئی ہے کہ اردو میں لکھی اتنی واضح بات بھی نہیں سمجھ رہا۔ لیکن اس بے سمجھی پر آپ کو تعجب بھی نہیں ہونا چاہیے، یہ تو پوری عبارت ہے، اس کو تو حضرت کے لکھے ایک لفظ ''چھیڑ خانی'' کی بھی سمجھ نہیں آئی، اسے ''چھیڑ خوانی'' کہہ رہا ہے!

قارئین! ہوسکتا ہے معترض ہماری بات پر برافروختگی کا اظہار کرے، اس لیے آپ سے عرض پرداز ہیں کہ اسے کہیں: اپنی اردو کی طرف توجہ دے تاکہ علماء کرام کی لکھی ہوئی اردو عبارات کو سمجھ سکے۔ نیز اسے یہ بھی کہیں کہ جسے جناب نے اپنے مضمون میں بار بار ''چھیڑ خوانی'' کہا ہے وہ لفظ دراصل ''چھیڑ خانی'' ہے۔ لغت کی بڑی کتب نہیں تو کم از کم (قاموس مترادفات، ص526، فیروز اللغات، ص586، پنجابی اردو لغت، ص827، اظہر اللغات، ص249)

کو ہی دیکھ کر اپنی اصلاح کر لو تاکہ آئندہ جگ ہنسائی نہ ہو!

امام حاکم

مولود کعبہ کون؟ میں ہم نے امام حاکم پر بھی کچھ تبصرہ کیا تھا جس پر بلا تأمل معترض نے لکھ مارا، اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ امام حاکم امام اہل سنت ہیں۔ یہ بے سمجھ نہیں، وہ سمجھ دار قارئین جنھوں نے ہماری کتاب ''مولود کعبہ کون؟'' کا بغور مطالعہ کیا ہے، اس بات کو تسلیم کریں گے کہ ہم نے محض امام حاکم کو رافضی ثابت کرنے کے لیے یہ گفتگو نہیں کی بلکہ مستدرک میں موضوع و من گھڑت روایات کے اندراج کی محدثین کے نزدیک جو وجوہات تھیں وہ بیان کی ہیں۔ جیسا کہ ہم نے لکھا بھی ہے کہ: امام حاکم نے صرف اسی (مولود کعبہ والی) کمزور و بے ثبوت بات کو صحیح و متواتر نہیں کہا، بلکہ اپنی اسی کتاب (مستدرک) میں اس کے علاوہ بھی بہت ساری موضوع و باطل روایات کو صحیح کہہ دیا ہے؛ انھوں نے ایسا کیوں کیا؟ یہ جاننے کے لیے مندرجہ ذیل سطور ملاحظہ کریں۔ (مولود کعبہ کون؟، ص32) بعد ازاں محدثین کے اقوال نقل کیے ہیں۔

اسی طرح ضمناً آپ کے متعلق رافضیوں کے خیالات بھی محض نقل کیے ہیں، ان پر تبصرہ علماء کرام کے سپرد کیا ہے۔ اب اس کی اس تگ وتاز کا کچھ حاصل تو تب ہوتا جب ہم محض امام حاکم کو رافضی ثابت کرنے کے لیے دلائل دیتے لیکن ارباب علم وفن ہماری ساری کتاب سے ایسی کوئی بات ثابت نہیں کر سکتے؛ اور اگر علمی وفنی مُفتقِر اتنی بات پہ ہمیں مورد الزام ٹھہراتے ہیں تو پھر اس الزام سے حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر اور دیگر ائمہ جرح وتعدیل بھی نہیں بچ سکتے، کیوں کہ انھوں نے تو بڑے بڑے بزرگوں کے بارے بھی جرح کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔

پھر اس لایعنی قیل وقال کے بعد بھی معترض نے ہمارے موقف کی تائید کرتے ہوئے یہ سرخی لگا کر "مستدرک میں موضوع احادیث کا سبب" (مولود کعبہ نمبر، ص146) تسلیم کر لیا ہے کہ واقعی مستدرک میں موضوع احادیث بھی ہیں۔ (لہٰذا یہ ضروری نہیں کہ مستدرک میں لکھی ہر بات اس لیے مان لی جائے کہ مستدرک میں ہے۔)

یہ الگ بات ہے کہ اس نے اپنی علمی حیثیت کا لحاظ کیے بغیر اندراج موضوعات کے جس واحد سبب کو ترجیح دی ہے اور باقی اقوال کو بغیر سوچے سمجھے یک قلم "مردود" قرار دیا ہے اس کی کیا حیثیت ہے اور کیا حافظ ذہبی رحمہ اللہ جیسے نقاد نے اسی واحد سبب کی وجہ سے فرمایا تھا "ولیتہ لم یصنف المستدرک۔" (کاش حاکم مستدرک نہ ہی لکھتے) باقی رہے اس کے وہ بچکانا دلائل جو اس نے امام حاکم کو "سنی امام ثابت کرنے کے لیے دیے ہیں" تو میں اسے صرف اتنا کہوں گا کہ: اگر تجھے دلائل دینے کا بڑا ہی شوق ہے تو پہلے کسی استاذ کے جوتے سیدھے کرتا کہ تیرے دلائل کا قبلہ درست ہو۔

اور پیش کردہ دلائل کے کمزور پہلوؤں پر بھی غور کر!

ہاں اگر کسی وجہ سے بڑے غور وخوض کے بعد بھی کمزوری عیاں نہ ہوئی تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ملاقات میں کردی جائے گی۔

چوتھا اعتراض

معترض یہ سرخی لگا کر: ''حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کی روایت کا تحقیقی جائزہ۔'' چوتھے اعتراض کی بنا اس طرح رکھتا ہے: ''مولود کعبہ کون'' کے مؤلف نے حضرت حکیم بن حزام کے مولود کعبہ ہونے کے ثبوت میں اپنی ساری توانائی خرچ کرڈالی اور یہ غور نہیں فرمایا کہ اس تاریخی روایت کے مرکزی راوی مصعب بن عبداللہ اور حضرت حکیم بن حزام کے دور میں کتنا فرق ہے؟ یاد رکھئے! حضرت حکیم بن حزام کی ولادت اور مصعب بن عبداللہ کی ولادت کے مابین دو صدیوں سے بھی زیادہ فرق ہے......

اس کے بعد آٹھ سطریں تقریر کر کے لکھتا ہے:

آپ خود سوچئے کہ جس شخص کی اپنی پیدائش 216 برس بعد ہوئی وہ کیوں کر اپنے سے اتنا برس پہلے شخص کی پیدائش کے متعلق جان سکتا ہے کہ وہ کہاں پیدا ہوا؟ ہاں اگر کہا جائے کہ اس نے دوسروں سے سن رکھا ہوگا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کون ہیں؟......... پھر لکھتا ہے:

اس واقعہ کو صحابی نے پایا ہے اور نہ کسی تابعی نے اور تبع تابعی نے اس کی سند بھی نہیں چلائی۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 148,149,150)

علم دوست قارئین! معترض کے مذکورہ اعتراض سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) حضرت حکیم بن حزام کے مولود کعبہ ہونے والی روایت کے مرکزی روای حضرت مصعب بن عبداللہ ہیں۔ (۲) اس واقعہ کو صحابی نے پایا ہے اور نہ کسی تابعی نے اور تبع تابعی نے اس کی سند بھی نہیں چلائی۔

میں اس کی اس بے مثل تحقیق پر مفتی محمد خان صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنھوں نے اسے اپنے جامعہ کا ''ریسرچ اسکالر'' منتخب فرمایا؛ اور ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ جناب کے اس انتخاب سے مجھے اکثر بولے جانے والے لفظ ''ظلم'' کی لغوی تعریف یاد آ گئی۔ اہل لغت نے ''ظلم'' کی یہ تعریف کی ہے: اَلظُّلم وضع الشَیء فِی غَیر موضعہ ۔ (تھذیب اللغۃ، مجمل اللغۃ، المخصص، مختار الصحاح ولسان العرب وغیرہ) یعنی کسی چیز کو اس کے اصلی مقام سے ہٹا دینا ''ظلم'' ہے۔

دینا کرگس کو گل مہکنے کی جگہ
جاہل کو سونپنا پرکھنے کی جگہ
ہے ظلم کی تعریف یہ از روئے لغت
رکھنا اک چیز کو، نہ رکھنے کی جگہ

یہ تو خیر میں نے اپنے قارئین سے اپنے دل کی بات کی، ہوسکتا ہے جب مفتی صاحب کے قارئین پر مفتی صاحب کے ریسرچ اسکالر صاحب کی ریسرچ کا راز فاش ہو تو وہ بھی مفتی صاحب کو دردمندانہ انداز میں کہ ہی دیں۔

یہ قلم تیری امانت تھا مگر کس کو ملا؟
جو لٹا دیتا ہے نشے میں سلف کی جاگیر

جیسے میزان عدالت کسی کج فہم کے پاس
جیسے دیوانے کے ہاتھوں میں برہنہ شمشیر

قارئین! معترض کا حضرت سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کا یوں دشمن ہو جانا حیران کن نہیں ایک ایسا فطری امر ہے جس کی طرف ہمارے ملجا و ماوی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح اشارہ فرمایا تھا: النـاس اعـداء ما جهـلـوا۔ (لوگ جن باتوں کو نہیں جانتے ان کے دشمن ہو جاتے ہیں) (الاعجاز والایجاز، ص 34، مکتبۃ القران قاهره) لہٰذا میں اس جاہل کو بڑی محبت سے کہوں گا: یَا بنیّ تَعلَم ثُمَّ تکلم! اے بیٹے پہلے پڑھ پھر کلام کرنا!

کیوں کہ: اَلـجـهـلُ مَـطِيّةمَن رَكِبهَاذَلّ وَمن صَحبَهاضَلّ ۔ (جہالت وہ سواری ہے جو اس پر سوار ہو گا ذلیل ہو گا اور جو اسے ساتھی بنائے گا گمراہ ہو جائے گا)

البتہ اپنے قارئین سے عرض کروں کہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کے ''مرکزی راوی'' حضرت مصعب نہیں۔

کم از کم جن کتب کے ہم نے ''مولود کعبہ کون؟'' میں حوالے دیئے ہیں اگر ان تک ہی آپ کی رسائی ہو تو آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس روایت کی باقاعدہ سندیں ہیں اور ان اسناد میں ایسے ایسے بزرگ بھی ہیں جنھیں امام حاکم نیشاپوری نے بھی حافظ، فقیہ، زاہد اور واحد عصرہ جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے، دیگر کی توثیق والقابات مزید برآں۔ پھر ان اسناد میں وہ ہستی بھی ہے جس نے نہ صرف سیدنا حکیم بن حزام کا زمانہ پایا، بلکہ داماد رسول امام مظلوم سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی

سعادت سے بھی بہرہ مند ہوئے۔ لیکن ہم نے قصداً ان اسناد کا ذکر اس لیے نہیں کیا تھا کہ پکی پکائی پر ہاتھ صاف کرنے والوں کو بھی کچھ محنت کی عادت پڑے اور اب بھی وہ اسناد نقل نہیں کرتے بلکہ اس مفت خور کو کہتے ہیں۔

خود مار کے کھا اگر ہے غیرت کچھ بھی
گیڈر کھاتے ہیں شیر نر کا مارا

علاوہ ازیں اگر بالفرض اس کی کوئی صحیح سند نہ بھی ہو پھر بھی معترض کے بیان کردہ اس قاعدہ کے مطابق کہ: ''امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: جب لوگ کسی حدیث کو قبول کر لیں تو اس کی صحت کا حکم لگایا جائے گا، اگرچہ اس کی کوئی صحیح سند نہ ہو۔'' (مولود کعبہ نمبر، ص156) ہماری بیان کردہ روایت صحیح ہے؛ کیوں کہ اسے امام مسلم وزبیر بن بکار سمیت بڑے بڑے متبحر علما، حفاظ حدیث، فقہا اور جلیل الشان ائمہ قبول کر چکے ہیں جس کی ایک معمولی سی جھلک ہماری کتاب ''مولود کعبہ کون؟'' صفحہ 14 تا 21 پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پانچواں اعتراض

معترض نے پانچواں اعتراض یہ کیا ہے کہ: زیر بحث کتابچہ کے ایک مقرظ یا تبصرہ نگار نے ''مدعی سست اور گواہ چست'' کا ثبوت دیتے ہوئے لکھا ہے:

''کتاب ہذا میں بزرگوں کی جو ایسی عبارات ہیں جن میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کعبہ میں پیدائش کو ضعیف کہا گیا ہے یہ وہ ضعیف نہیں جو فضائل میں مقبول ہوتا ہے'' کیونکہ فضائل میں صرف وہ ضعیف روایتیں قابل قبول ہوتی ہیں جو کسی صحیح

روایت کے مخالف ومعارض نہ ہوں ۔ (تقریظ: مولود کعبہ کون ص ۷٦)
ہم اس چست گواہ سے پوچھتے ہیں کہ حضرت حکیم بن حزام والی روایت کہاں سے صحیح ہوگئی؟ کیا کسی واقعہ کا بکثرت کتابوں میں مذکور ہونا اس کی صحت کی دلیل ہے؟ ارے بھائی! جب اس کی سند سے مسلسل راوی ساقط ہیں اور اسی وجہ سے یہ معضل ہے تو پھر سارا جہان بھی اگر اس کو صحیح ثابت کرنا چاہے تو کیسے کرسکتا ہے؟ (مولود کعبہ نمبر، ص 150,151)

معترض کا حساب ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' والا ہے کہ خود علمی چوری کرتے ہوئے اس چور نے سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو صرف معضل قرار دیا اور خود ہی کہہ رہا ہے معضل صحیح کیسے ہوگئی؟ ہم ماقبل بھی بیان کر آئے ہیں کہ جس راوی کی وجہ سے اس نے اس روایت کو معضل کہا ہے یہ صرف انہی سے مروی نہیں یہ تو اس کی غباوت وجہالت ہے کہ اس نے بغیر سوچے سمجھے حضرت مصعب کو مرکزی راوی اور روایت کو صرف معضل ہی سمجھ لیا، حالانکہ نہ ہی حضرت مصعب اس کے مرکزی راوی ہیں اور نہ ہی یہ روایت صرف معضل ہے۔ لیکن چونکہ یہ تکبر کی وجہ سے حق سے انحراف پر تلا ہوا ہے اسی لیے اس کے دل پر مہر لگ چکی ہے جس کی وجہ سے اسے سچائی نظر آرہی ہے اور نہ ہی سچا۔ كَذٰلِكَ يَطبع اللّٰه عَلٰى كُل قَلب مُتَكبر جَبار۔ اللہ یوں ہی مہر کر دیتا ہے متکبر سرکش کے دل پر۔

پہرے در عقل پر بٹھا دیتا ہے
ہوتے ہوئے ہوش، ہوش اڑا دیتا ہے

جابر متکبر کے مکمل دل پر

خلاق جہاں مہر لگا دیتا ہے

ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ جناب آخر کس بیماری نے آپ کا دماغ خراب کر دیا ہے کہ آپ اپنا لکھا بھی بھول گئے؟

خود ہی لکھ رہے ہیں کہ جب لوگ کسی حدیث کو قبول کر لیں تو اس کی صحت کا حکم لگایا جائے گا اگرچہ اس کی کوئی صحیح سند نہ ہو؛ اور یہاں بڑے بھولے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے پوچھ رہے ہیں: بکثرت کتابوں میں مذکور ہونا اس کی صحت کی دلیل ہے؟ آپ کے اس تجاہل عارفانہ کو آخر کس سے تعبیر کیا جائے؟

باسند روایت

معترض اور اس کے محسن مفتی محمد خان صاحب نے بڑے طمطراق سے ایک باسند روایت بھی پیش کی ہے۔ ملاحظہ کریں: (مولود کعبہ نمبر، ص 14 تا 16 و 151 تا 153) یہ روایت ابن المغازلی واسطی کی کتاب مناقب امیر المؤمنین علی بن ابی طالب سے لی گئی ہے اور اسے سید سجاد امام عالی نہاد سیدنا زین العابدین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

☆ ابن المغازلی کی کتاب کے مندرجات کے بارے میں ہماری نہیں اس شخص کی رائے ملاحظہ فرمائیں جسے مفتی محمد خان صاحب امت کے اماموں میں شمار کرتے ہیں اور معترض (فیضی) اسے تقی الدین و علامہ کہتا ہے۔

اس امام تقی الدین علامہ نے لکھا ہے کہ: ابن المغازلی نے اپنی کتاب میں موضوع

احادیث جمع کردی ہیں جن کا جھوٹا ہونا حدیث کی ادنیٰ سی معرفت رکھنے والے پر بھی مخفی نہیں۔قد جمع فی کتابہ من الاحادیث الموضوعات مالا یخفیٰ انہ کذب علیٰ من لہ ادنیٰ معرفۃ بالحدیث۔(منهاج السنة النبوية فی نقض كلام الشيعة القدرية،المنهج الثانی عندالرافضی فی الادلة من القرآن علی امامة علی رضی الله عنه ....ج7،ص15،جامعة الامام ....الطبعة الاولیٰ 1406ھ)

لیکن افسوس ہے اس پر اور اس کے محسن پر کہ انھیں حدیث کی ادنیٰ سی معرفت بھی نہیں اور نہ ہی اپنے مسلمہ ''امام وعلامہ'' کا کچھ لحاظ ہے کہ انھوں نے ابن المغازلی کی کتاب سے ایک ایسی روایت لکھ دی جو اہل سنت کی نہیں، شیعوں کی ہے۔اور اسے شیعوں کی روایت ہم نہیں معترض کے ممدوح حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اس کتاب میں کہ رہے ہیں جس کے بارے میں اس نے لکھا ہے کہ:''یہ رافضیوں کے خلاف زہر قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔'' (شرح خصائص، ص870) کہ:یہ کتب شیعہ کی روایت ہے جسے شیعوں نے حضرت امام زین العابدین سے نقل کیا ہے۔(تحفہ اثناعشریہ، کید ہشتاد و ہفتم ،دو ازدھم، ص 163، مکتبة الحقيقة ترکی،1408ھ)

☆ پھر اس ''باسند روایت'' کی سند میں یحیٰ بن حسن علوی نامی ایک راوی ہے جس کے بارے میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ''رافضی'' تھا۔جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:وسالت الامام محمد بن الحسن بن محمد عن حال یحیٰ بن الحسن فقال: کان رافضیاً غالیاً۔ امام محمد بن حسن سے جب یحیٰ بن حسن کے بارے میں پوچھا گیا تو ں نے فرمایا:''غالی رافضی'' تھا۔(لسان

المیزان من اسمہ یحیٰ، ج 6، ص 327، رقم 9184، (9491) دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولیٰ 1416ء) اور محبّ صحابہ واہل بیت علیٰ سیدہم وعلیہم الصلاۃ والسلام سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لم أر أشهد بالزور من الرافضة۔ میں نے رافضیوں سے زیادہ کسی کو جھوٹ کی گواہی دیتے ہوئے نہیں دیکھا۔ (تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، النوع الثالث والعشرون، ص 164، دارالکتاب العربی بیروت 1427ھ۔ شرح صحیح مسلم، ج 1، ص 156، فریدبک سٹال لاہور)

دیگر راویوں اور اس روایت کے متن پر کلام کیے بغیر، ہم معترضین کو بڑی نرمی سے کہتے ہیں کہ: جناب آخر اس معاملہ میں آپ شیعی روایات کا کیوں سہارا لے رہے ہیں کوئی ایسی باسند روایت پیش کریں جو اہل سنت کی ہو، تاکہ اس پر غور کیا جائے۔ اس سے تو ہمیں انکار ہی نہیں کہ شیعہ اسے مانتے ہیں۔ ہم تو خود ایک شیعی کے حوالے سے لکھ چکے ہیں کہ: کثیر شیعوں کا خیال ہے کہ "آپ مولود کعبہ ہیں"۔ لیکن محدثین (اہل سنت) اس بات کو نہیں مانتے، ان کے نزدیک "مولود کعبہ صرف حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں"۔ (شرح نہج البلاغہ، القول فی نسب امیر المؤمنین علی علیہ السلام......، ج 1، ص 14، دارالجیل بیروت، الطبعة الاولیٰ 1987ء) لہٰذا مہربانی فرما کر وہ دلیل دیں جس کی مطابقت ہمارے دعوی سے ہو، یوں ہی ضیاع وقت کا کچھ فائدہ نہیں۔

تپ زدہ

معترض نے باسند روایت کے بعد ایک سرخی بھی لگائی ہے "مولود کعبہ کون کے مؤلف کی بے احتیاطی"۔ اور اس کے تحت لکھا ہے: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا علی

المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے کی روایت معروف اور مشہور تھی شاید اسی شہرت کے معنیٰ میں امام حاکم نے اسے متواتر فرمایا ہے اور اس کی نفی کو مصعب بن عبداللہ کا وہم قرار دیا ہے، جس پر ''مولود کعبہ کون'' کے مؤلف نے یوں تبصرہ فرمایا ہے:

''امام حاکم نے جن کی بات کو وہم قرار دیا ہے یہ حضرت ابو عبداللہ مصعب بن عبداللہ قرشی اسدی، ایک صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے اور نسب کے بہت بڑے عالم تھے۔ انھوں نے دیگر علما کے علاوہ سیدنا امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ محدثین نے انھیں ثبت، ثقہ اور صدوق جیسے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ تو امام حاکم کا ایسے جلیل المرتبت امام کی ایسی بات کو جس کے دیگر محدثین بھی مؤید ہیں، بلا دلیل وہم قرار دینا بذات خود وہم اور بہت بڑا تسامح ہے''.........

معترض اس اقتباس کے بعد لکھتا ہے:

اس اقتباس میں چند باتیں قابل اعتراض ہیں:

(۱) پہلے خط کشیدہ مقام کو غور سے پڑھئے، اس سے کسی غیر نبی انسان کے بارے میں عصمت کے عقیدہ کا تأثر ملتا ہے، حالانکہ یہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ وہ ائمہ اہل بیت کو معصوم مانتے ہیں۔ اگر یہ تیسری یا چوتھی پشت میں صحابی کی اولاد ثابت ہوتے ہیں تو کیا ہوا؟ کیا امام عالی مقام علیہ السلام کے قاتلین کا سرغنہ یزید کی فوج کا سپہ سالار عمر بن سعد ایک عظیم صحابی سیدنا سعد بن مالک ابو وقاص رضی اللہ عنہ کا بیٹا نہیں تھا؟ (مولود کعبہ نمبر، ص 153,154)

باشعور قارئین! شیعی روایت کو شاید کی قید سے ''تواتر'' کی دلیل بنا دینا اور ہماری مذکورہ

عبارت سے عقیدہ عصمت کا تأثر لینا جب کہ اس میں ''بلا دلیل'' کی قید بھی موجود ہے، کسی مرفوع القلم کا خاصہ تو ہو سکتا ہے ذی شعور سے ایسی امید نہیں کی جا سکتی۔ لیکن اگر ایسے حضرات بھی نہ ہوں تو دنیا کی رونقیں ہی ماند پڑ جائیں۔ جیسا کہ سیدنا حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے تھے: اگر احمق نہ ہوتے تو دنیا کی پرفریب رونقیں بھی نہ ہوتیں۔ (المنبہات علی الاستعداد لیوم المعاد، لابن حجر، ص 56) باقی رہا معترض صاحب کا ''تأثر''، تو ہم اسے زائل کر سکتے ہیں نہ اس کی حاجت ہے۔

کیوں کہ ''تپ زدہ'' صاف وشفاف پانی سے بھی کڑواہٹ کا ہی تأثر لیتا ہے اور اسے سمجھانے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، لوگ سمجھتے ہیں ''جب شفایاب ہوگا تو خود ہی سمجھ جائے گا۔'' بس ہم اس مریض کے لیے دعا کرتے ہیں اللہ اسے شفا دے!

البتہ اپنے علم دوست صحت مند قارئین سے عرض کرتے ہیں کہ: مرد صالح کی اولاد ہونا باعث شرف اور اس نسبت کا اظہار ولحاظ امر محمود ہے۔ اور سورۃ الکہف میں سیدنا خضر وموسی علیہما السلام کے دیوار بنانے والے واقعہ کی بابت حضرت خضر علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ: وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا۔ (رہی وہ دیوار، وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ تھا اور ان کا باپ نیک آدمی تھا) (الکہف، ۸۲) اس کی دلیل ہے۔

اس آیت کے تحت امام محمد بن احمد قرطبی لکھتے ہیں: ایک قول کے مطابق وہ نیک آدمی ان کا دسویں پشت میں باپ تھا۔ ففیہ مایدل علیٰ ان اللہ تعالیٰ یحفظ

الصالح فی نفسه وفی ولده وان بعدوا عنه ۔ یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک شخص کی بھی حفاظت فرماتا ہے اور اس کی اولاد کی بھی، خواہ وہ نسبت میں اس سے بعید ہوں۔ (الجامع لاحکام القران، ج 11، ص 38,39 دارالکتب المصریۃ القاہرہ) حضرت مفتی احمد یار نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ باپ کی نیکی اولاد کے کام آتی ہے۔ (نور العرفان، ص 482، پیر بھائی کمپنی اردو بازار لاہور)

تو جب دسویں پشت بلکہ اس سے بھی بعید کی حفاظت ہوتی ہے تو حضرت مصعب تو تیسری پشت سے ہیں! پھر اگر اُس حفاظت سے عصمت کا تأثر نہیں لیا جا سکتا تو اِس سے آخر کیوں؟؟

علاوہ ازیں جس طرح سیدنا نوح علیہ السلام کے بیٹے کی وجہ سے انبیا علیہم السلام کی اولاد ہونے کی شرف یابی کا مطلقاً انکار نہیں کیا جا سکتا اسی طرح ابن سعد کی وجہ سے اولاد صحابہ کی بزرگی کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ العاقل تکفیه الاشارة

حضرت مصعب

معترض مذکورہ بالا اقتباس پر دوسرا اعتراض یہ کرتا ہے:

(۲) مؤلف ''مولود کعبہ کون'' اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لیے مصعب بن عبداللہ کو جلیل المرتبت امام کہہ گیا، اور یہ اس کا وہم ہے۔ کیوں کہ مصعب بن عبداللہ ایسی بدعقیدگی میں مبتلا تھا جس سے انکار کی پاداش میں امام اہل سنت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو کٹھن مصائب و مشکلات سے گزرنا پڑا۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 153)

اس کے بعد معترض اپنے زعم میں حضرت مصعب کو بدعقیدہ ثابت کرنے کے لیے

دو عبارتیں جرح کی نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے:

افسوس صد افسوس کہ اپنی بات بنانا مقصود تھا تو ''مولود کعبہ کون'' کے مؤلف نے بدعقیدہ معتزلی شخص کو جلیل القدر امام بنا دیا اور امام حاکم جو کہ امام اہل سنت ہے اسے شیعہ کے کھاتے میں ڈال دیا۔ (ایضاً ص 154)

قارئین! معترض سے کہیے کہ: مؤلف ''مولود کعبہ کون'' کے حضرت مصعب کو ''جلیل المرتبت'' کہنے سے اگر تو کف افسوس مل رہا ہے تو پھر امام الجرح والتعدیل سید الحفاظ امام یحیٰ بن معین، امام دار قطنی اور دیگر حفاظ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے جنھوں نے حضرت مصعب کو ''ثقہ'' کہا؟ اور کٹھن مصائب و مشکلات سے گزرنے والے امام اہل سنت امام احمد بن حنبل کے بارے میں تیری کیا رائے ہے جو کہتے ہیں کہ مصعب ''ثبت'' ہیں؟ کیا یہ سب بھی قابل افسوس وہمی تھے؟ (معاذ اللہ)

کاشکے! اس جاہل نے کسی استاذ سے راہ نمائی لی ہوتی تو اِسے یہ سمجھنے میں دشواری نہ ہوتی کہ:

☆ محدثین ''ثبت'' کسے کہتے ہیں؟ اور کیا ثبت ہونا مرتبہ کی جلالت پر دلالت نہیں کرتا؟

☆ امام المحدثین سیدنا یحیٰ بن معین کی توثیق کا عند المحدثین کیا حکم ہے؟

☆ نیز تعدیل کے ہوتے ہوئے کس طرح کی جرح مقبول ہوتی ہے؟

اگرچہ اس وقت یہ اصول و قواعد ہمارے پیش نظر ہیں اور حضرت مصعب کا وہ درجہ جو محدثین کے نزدیک '' ارفع درجات التعدیل '' (المعجم الوجیز فی اصطلاحات

اھل الحدیث ،حرف الثاء،ص 79) ہے،اور صرف یہی ایک درجہ ہی ان کے ”جلیل المرتبت“ ہونے کے لیے کافی ہے۔ نیز حال ہی میں ایک مفتی صاحب کی نشاندہی پر ہمارے ایک عزیز نے اصول حدیث کی ایک ایسی کتاب مہیا کی جس میں مسـألة خلق القران کی مختلف جہتوں اور متاثرین پر مفصل ونفیس بحث ہے، بھی ہمارے سامنے ہے۔لیکن یہ سوچ کر کہ۔

کم فہموں سے نظر ملائیں کیوں کر
حیران ہیں مردوں کو جگائیں کیوں کر
اندھوں کو دکھائیں کیا جمال قدرت
بہروں کو حدیث جاں سنائیں کیوں کر

ہم اپنے قارئین سے معذرت کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ ہمارا مخالف بے قاعدہ نہیں، باقاعدہ یہ اصول وقواعد کسی استاذ سے جا کر خود پڑھے۔تا کہ وہ اسے اصول بھی سمجھائے اور بوقت ضرورت چھینٹی بھی لگائے۔

اواگر اسے کوئی استاذ نہ ملے (کیوں کہ اس کے چلن ہی ایسے ہیں) تو اس خدمت کے لیے ہم حاضر ہیں!انشاء اللہ تعالیٰ بغیر کسی لالچ وطمع ان معاملات میں اس طرح راہ نمائی کریں گے کہ آئندہ ٹھوکر نہیں لگے گی۔

علاوہ ازیں اس بے انصاف سے نہیں، منصف مزاج قارئین سے کہتے ہیں کہ اگر ”امام ذہبی امام حاکم کے بارے ”رحمہ اللہ تعالیٰ“ کے الفاظ ارشاد فرمائیں“ تو جرح کے ہوتے ہوئے بھی امام حاکم کے مقام ومرتبہ کی بلندی کی دلیل بن جائیں۔(دیکھو:

مولود کعبہ نمبر، ص 146) تو آخر کیا وجہ ہے کہ یہی امام ذہبی اگر حضرت مصعب کو "رحمہ اللہ" (سیر اعلام النبلاء ج 11، ص 32، مطبوعہ مؤسسة الرسالة بیروت 1405ھ) بلکہ مفتی محمد خان قادری صاحب بھی "حضرت مصعب رحمتہ اللہ علیہ" (مولود کعبہ نمبر، ص 11) لکھیں، تو کوئی مقام و مرتبہ کجا انھیں صحیح العقیدہ بھی نہ تسلیم کیا جائے!! کیا یہ انصاف کا خون نہیں؟ کیا یہاں اس دعا کی حاجت نہیں: "یا اللہ! ہمیں غور وفکر کی سعادت عطا فرما، ہمیں ذہنی وسعت عطا فرما، ہماری اصلاح فرما۔ آمین!

معترض کی گزارش

معترض نے "آخری گذارش" لکھ کر ایک "گزارش" بھی کی ہے کہ:

آخر میں راقم اثیم عرض کرتا ہے کہ اتنی شدت اچھی نہیں ہوتی، جو بات اہل اسلام میں معروف اور مقبول ہو جائے اور اصول شریعت سے ٹکراتی نہ ہو تو اس کی سند نہ بھی (ہو) پھر بھی قابل قبول ہوتی ہے۔ امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

جب لوگ کسی حدیث کو قبول کر لیں تو اس کی صحت کا حکم لگایا جائے گا اگرچہ اس کی کوئی صحیح سند نہ ہو۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 156)

اگر تو معترض کی یہ گزارش مبنی بر اخلاص ہے تو اسے بے چون و چرا سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالی عنہ کے مولود کعبہ ہونے والی روایت کو صحیح تسلیم کر لینا چاہیے۔ کیوں کہ یہ بات اہل اسلام میں معروف و مقبول ہے۔ اور جس طرح اہل مکہ نے بلا اختلاف یہ بات قبول کر لی ہے کہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت گاہ نبی اکرم ﷺ کی ولادت گاہ کے قریب ہے ...... اور اس کے دروازے پر بھی لکھا ہوا ہے: "یہ حضرت

امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت ہے"۔ مولد علی بن ابی طالب رضی الله تعالیٰ عنه، قریباً من مولد النبی ﷺ من اعلاه مما یلی الجبل، وهو مشهور عند اهل مکة بذلك لا اختلاف بینهم فیه ......، وعلی بابه مکتوب: هذا مولد امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضوان الله علیه۔ (شفاء الغرام باخبار البلد الحرام، الباب الحادی والعشرون، فی ذکر الاماکن المبارکة التی ینبغی زیارتها الکائنة بمکة المشرفة و حرمها وقربه، ذکر صفة هذا المکان، ج1، ص358، دار الکتب العلمیه بیروت، الطبعة الاولیٰ 1421ھ)

اسی طرح قاضی مکہ امام زبیر بن بکار اور اجلہ محدثین، فقہاء، مفسرین، نسابین و مؤرخین سمیت مسلمانوں نے یہ بات بھی قبول کرلی ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے، صحابی رسول سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولود کعبہ ہیں۔ اور میں معترض کی طرح محض جوش سے نہیں الحمدللہ اس موضوع پر اپنے مطالعہ کی بنا پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ اہل سنت کے "اجلہ علماء و محدثین کی کثیر تعداد نے صرف سیدنا حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مولود کعبہ ہونا ہی بیان فرمایا ہے، آپ کے علاوہ کسی کا نہیں فرمایا۔"

پھر اس روایت پر حافظ سیوطی کا بیان کردہ "تلقی بالقبول" والا قاعدہ جس طرح صادق آتا ہے اس موضوع کی بعض کی بیان کردہ دوسری روایت پر نہیں آتا۔ مثلاً: بعض نے جو سیدنا حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ فاتح مغلقات حقیقت، سراسرار طریقت، رونق ریاض گلشن، آرائش نگارستان چمن، لؤلؤ بحر عطا، گہر دریائے مروت وحیا، ہلال عید شادمانی، بہار باغ کامرانی، نور نگاہ شہود، مقبول رب ودود، اسد میدان

شجاعت، اعتدال میزان عدالت، امام عالی مقام، امام ہُمام سیدنا علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الاسنی کو بھی مولود کعبہ لکھا ہے، اس کی بابت یہی امام جلال الدین عبدالرحمان بن ابو بکر السیوطی الشافعی، المتوفی 911ھ فرماتے ہیں: قال الزبير بن بكار: كان مولد حكيم في جوف الكعبة۔ قال شيخ الاسلام: ولا يعرف ذلك لغيره۔ وما وقع في مستدرك الحاكم من ان علياً ولد فيها ضعيف۔ امام زبیر بن بکار نے کہا: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے اور شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: آپ کے علاوہ کوئی بھی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا۔ اور مستدرک حاکم میں حضرت علی کے مولود کعبہ ہونے کے بارے میں جو لکھا ہے وہ کمزور ہے۔ (تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي۔ النوع الستون، التواريخ والوفيات، ص 356، دار الكتاب العربي بيروت 1427ھ)

دل بہلانے کا اک بہانہ

معترض صاحب نے اپنے مضمون کے آخری صفحہ پر ایک ''وضاحت'' بھی فرمائی ہے کہ: قارئین کرام! میری یہ معمولی سی کاوش اس لیے نہیں کہ میں مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے لیے مولود کعبہ ہونے کی فضیلت کو ثابت کرنا چاہتا ہوں بلکہ میری یہ کوشش فقط اس لیے ہے کہ ایک ثابت و مقبول واقعہ کو جو جھٹلانے کی کوشش کی گئی ہے اس کا سد باب ہو سکے اور قارئین کرام پر واضح ہو سکے کہ بعض مرتبہ کوئی تحریر بظاہر حوالہ جات سے مزین تو ہوتی ہے مگر اس کی حقیقت نقش و نگار والے غبارے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 157)

اگر تو اس خامہ فرسائی کی واقعی یہی وجہ تھی جو یہ بتا رہا ہے تو اسے چاہیے تھا کہ ہماری کتاب کے تمام مشمولات پر علمی جرح کرتا اور ہمارے دلائل کا قوی دلائل سے رد کرتا۔ لیکن یہ تو اہل علم قارئین ہی بتا سکتے ہیں کہ اس نے اس پر کس حد تک عمل کیا ہے اور جو کیا ہے اس میں علم وعدالت کہاں تک کارفرما ہے۔

دراصل اس بیچارے کے پلے ہی کچھ نہیں یہ تو صرف جھینپ مٹانے کے لیے قارئین کو کیا، خود کو محض کھوکھلے لفظوں کا سہارا دے کر ''دل بہلا رہا ہے''۔ع

یوں ہم اپنے دل کو بہلاتے ہیں اٹھتے بیٹھتے

اور رہا اس کا قارئین پر واضح کرنا کہ بعض مرتبہ کوئی تحریر بظاہر حوالہ جات سے مزین تو ہوتی ہے.........الخ

تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ: اگر یہ سبق کتاب مستطاب ''مولود کعبہ کون؟'' کے متعلق ہے تو یہ اپنی طرح کے کسی اَن پڑھ قاری کو تو پڑھا سکتا ہے، لیکن ہمارے قاری نے یہ سارے سبق اس وقت کے پڑھے ہوئے ہیں جب اس کے ''دودھ کے دانت بھی نہیں ٹوٹے تھے۔'' وہ تو اسے یوں کہے گا۔

دانائی وعلم پہ تجھے اتنا ناز
پھر اس پہ یہ افہام کا اوچھا انداز
تو مجھ کو پڑھا رہا ہے، او طفل مزاج!
دیتا ہے کوئی ہوا کو درس پرواز؟

شیخ مفید

بغور دیکھ لو انداز میرے مٹنے کے　　یہ سانحہ نہ پھر کبھی نظر سے گزرے گا

آخر میں معترض نے دم توڑتے ہوئے، ''فائدہ'' نام سے قارئین کو یقین دہانی کی بھی کوشش فرمائی ہے۔ کہتا ہے:

یقین فرمایئے، کہ جس طرح ''مولود کعبہ کون'' کے مؤلف نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے مولود فی الکعبہ ہونے پر حوالہ جات دیئے ہیں میں اس سے زیادہ مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے مولود کعبہ ہونے پر پیش کرسکتا ہوں مگر مجھے اس محنت کی ضرورت نہیں، کیوں کہ اس موضوع پر حضرت قبلہ سید عظمت حسین شاہ گیلانی مدظلہ العالی کی مدلل و مفصل کتاب موجود ہے۔ میں اس کتاب کے مصنف اور پبلشرز سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب کو نئے جامہ میں اور جدید پیراگرافی میں چھاپا جائے۔

(مولود کعبہ نمبر،157)

☆ قارئین باتمکین! ہمارا مطالبہ وافر مقدار میں حوالوں کا نہیں، مستند و معتبر حوالوں کا ہے اور وہ بھی صرف اور صرف اہل سنت کی کتب سے؛ کیوں کہ صرف حوالے اور دوسروں کی کتب سے، یہ تو لاریب کلام الٰہی کی تحریف جیسے گندے اور خالص کفریہ عقیدے پر بھی مل جاتے ہیں۔ پھر یہ تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ روایت بعض کتابوں میں ہے، لیکن ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ محدثین و علماء اہل سنت نے اسے بے ثبوت و کمزور کہا ہے۔ جیسا کہ: حضرت علامہ حسین بن محمد الدیار بکری، المتوفی 966ھ لکھتے ہیں: اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولود کعبہ

ہیں۔ویقال کانت ولادتہ فی داخل الکعبۃ ولم یثبت ۔(تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس، ذکر خلافۃ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ج 2، ص 275،دار صادر بیروت)امام ابوزکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی الدمشقی، المتوفی 676ھ فرماتے ہیں: جو یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ بھی کعبہ میں پیدا ہوئے، یہ بات علماء کرام کے نزدیک کمزور ہے۔واماما روی ان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ، ولد فیھافضعیف عندالعلماء۔(تہذیب الاسماء واللغات، حرف الحا،ج 1،ص409،رقم 127،دارالفیحاء بیروت ،الطبعۃ الاولیٰ 1427ھ)

علامہ شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السفیری الشافعی، المتوفی 956ھ نے بھی یہی لکھا ہے۔(المجالس الوعظیۃ فی شرح احادیث خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وسلم ......)(مولود کعبہ کون؟،ص 24,25) لیکن یہ فریب خوردہ مطلوبہ ایک حوالہ بھی پیش نہیں کرسکا۔اور آپ نے دیکھ لیا ہے کہ اس کے پاس سوائے عناد اور لفظوں کے ہیر پھیر کے کچھ نہیں؛ جب کہ ہماری کتاب الحمدللہ علی احسانہ وبفضل رسولہ دلائل قاہرہ سے مزین ہے۔اسی لیے تو اس کے ممدوح عظمت شاہ گیلانی کے دادا استاذ، رئیس التحریر حضرت علامہ مولانا شیخ الحدیث محمد صدیق ہزاروی تغمدہ اللہ بالفضل الحاوی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: مولانا محمد لقمان علیہ برکات المنان نے دلائل قاہرہ کی روشنی میں ثابت کیا کہ:" حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ شعب بنی ہاشم میں ہوئی ہے،(یہ دلائل مولود کعبہ کون؟ ص 45 تا 52 پر دیکھے جاسکتے ہیں)اور اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے ان اکابر علماء اہلسنت کے موقف کا مدلل جواب بھی دیا ہے۔جنھوں

نے اپنی کتب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مولود کعبہ قرار دیا ہے۔ اختلاف کی شاہراہ ہمیشہ کشادہ رہی ہے اور اس موضوع پر بھی اختلاف ہو سکتا ہے، لیکن اب شاید اس شاہراہ پر چلنا آسان نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اب محض عقیدت کی بنیاد پر نہیں، دلائل کے انبار سے گزر کر کوئی شخص اپنی فکر تک رسائی حاصل کرنے پر مجبور ہوگا۔ (مولود کعبہ کون؟، ص 69)

مگر افسوس کہ معترض نے اس ''جلیل المرتبت'' عالم ربانی کی نصیحت کو درخور اعتنا ہی نہیں سمجھا، اور یہ جانتے ہوئے کہ: ''یہ پندرہویں صدی ہے اب لوگ وسیع الظرف ہیں'' (مولود کعبہ نمبر، ص 143)

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ''خطاف'' (ابابیل) ■ کی طرح ''وان شئت قلبت القبة علیٰ سلیمان'' (اگر تو چاہے تو یہ قبہ سلیمان علیہ السلام پر گرا دوں) کا نعرہ لگا کر اپنے احباب کو اپنی طرف مائل کرنے کی عاشقانہ سعی فرمائی۔ چلو ہم بھی ''ان العشاق لایؤاخذون باقوالھم'' (عاشقوں کی باتوں کا مواخذہ نہیں ہوتا) کے عذر پر ''صدقت'' (تو سچ کہتا ہے) کہہ ہی دیتے۔ لیکن کیا کریں یہ پندرہویں صدی ہے اور لوگ بڑے وسیع الظرف ہیں۔

■ یا ''ابابیل جیسا پرندہ''۔ (صاحب ذوق قارئین اگر ''خطاف'' کا تفصیلی واقعہ دیکھنا چاہیں تو الرسالۃ القشیریۃ، باب المحبۃ، ج 2، ص 495، مطبوعہ دار المعارف القاہرہ اور حیاۃ الحیوان الکبریٰ، باب الخاء، ج 1، ص 362، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔)

☆ قارئین! اگر چہ ہم نے عظمت شاہ صاحب اور ان کی کتاب کا نام لیے بغیر ان کے قابل تکلم حوالہ جات پر مدلل کلام کر دیا ہے جس کا معترض جواب نہیں دے سکا۔ لیکن اگر اس نے عظمت شاہ صاحب کا پول کھولنے کی ہی منت مانی ہے تو ہم قارئین کو عظمت شاہ صاحب کی اُس باعظمت کتاب کی بھی بطور ''مشتے از نمونہ خروارے'' ایک جھلک دکھا دیتے ہیں جسے معترض نے ''مدلل و مفصل'' اور اس کے ایک خلیل نے (جس پر قبل ازیں کلام ہو چکا) ''مستند'' کا تمغہ عطا فرمایا ہے۔ تا کہ آپ معترض کی مذکورہ اپیل کہ: میں اس کتاب کے مصنف اور پبلشرز سے اپیل کرتا ہوں...... الخ میں یہ بھی اضافہ کر سکیں کہ: ''اسے غباوت و جہالت سے بھی پاک کیا جائے۔''

حضرت قبلہ عظمت شاہ صاحب نے اپنی ''مستند'' کتاب کے صفحہ 40 پر مولیٰ مرتضیٰ کے مولود کعبہ ہونے کا اپنے زعم میں بیسواں ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے: الشیخ علی محمد الصلابی لکھتے ہیں: مؤلف اخبار مکہ امام فاکہی رحمۃ اللہ علیہ نے جوف کعبہ میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت کا ذکر فرمایا ہے ساتھ ہی امام فاکہی نے امام حاکم علیہ الرحمۃ کا قول نقل فرمایا۔ (تذکرہ ولادت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، ص 40، زاویہ پبلشرز لاہور بار اول 2007ء) باشعور قارئین! (قطع نظر اس کے کہ صلابی نے کیا لکھا ہے) اگر کوئی عام آدمی اس بیسویں ثبوت کو پڑھے تو ہو سکتا ہے وہ لفظ ''بیسویں'' دیکھ کر ہی مرعوب ہو جائے۔ (اور عوام بیچاروں کو ایسے ہی بارعب الفاظ سے متاثر کرنے کی شاید ان لوگوں نے قسم کھا رکھی ہے۔)

لیکن ہم یہاں اس ''بے ثبوت''، ''بیسویں ثبوت'' کا پول کھولتے ہیں۔ دیکھئے!

لکھا ہوا ہے: ''ساتھ ہی امام فاکہی نے امام حاکم علیہ الرحمۃ کا قول نقل فرمایا''۔اب آپ صرف ''فائدہ'' کا بورڈ لگا کر ''مفصل ومدلل'' کا فائدہ دینے والے ''شیخ مفید'' صاحب سے اتنا پوچھیں یا شیخ! کیا امام فاکہی اور امام حاکم معاصر تھے یا امام حاکم فاکہی سے پہلے ہوئے؟ (کیوں کہ کسی کی لکھی ہوئی بات انہی دو وجوہات کی بنا پر نقل کی جا سکتی ہے) لیکن شاید شیخ مفید یہاں فائدہ نہ دے سکے۔ کیوں کہ اگر یہ سچ بولتے ہوئے کہے گا کہ: امام فاکہی کا سن وفات 272ھ ہے اور امام حاکم کا سن ولادت 321ھ تو آپ اسے کہیں گے او پر فریب مبلغ! امام حاکم کے پیدا ہونے سے اتنے سال پہلے ہی امام فاکہی نے ان کا قول کیسے نقل کر دیا؟ اور اگر جھوٹ بولے گا کہ امام حاکم امام فاکہی سے پہلے ہوئے تو آپ تاریخی ثبوت مانگیں گے جو تادم مرگ نہیں مل سکے گا۔ اس طرح آپ پر ''شیخ مفید'' اور اس کی ممدوحہ کتاب کا بھید کھل جائے گا اور ہو سکتا ہے آپ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں کہ: یہ ہے وہ مدلل و مفصل اور مستند کتاب، جس کی شہ پر ''حکم خانہ زاد'' نے محنت کیا اپنے ''محاکمہ'' کو ہی خیر باد کہہ دیا۔

لیکن قارئین! ہم اس ''حکم'' کو خیر باد کہنے سے قبل اشارۃً کچھ سمجھا دیتے ہیں تا کہ آئندہ اس طرح کی ذلت سے بچ جائے اور صید دیکھ کر صیاد کا کردار ادا کرے۔ ؎

☆فاعصِ من بعدها المطامع وَاعلم — أن صيد الظباءِ ليس بهين

☆لا ولا كل طائر يلج الفخ — ولو كان محدقاً باللجين

☆ولكم من سعى ليصطاد فاصط — يد ولم يلق غير خفى حنين

☆فتبصر ولا تشم كل برق — رب برق فيه صواعق حين

(اس واقعہ کے بعد آپ اپنی خواہشات کی نافرمانی کریں اور یہ بات جان لیں کہ ہرن کا شکار آسان نہیں۔اور نہ ہی ہر پرندہ جال میں داخل ہوتا ہے اگرچہ وہ جال چاندی سے گھیرا گیا ہو۔کتنے لوگ ہیں جو شکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر خود شکار ہو جاتے ہیں اور ''حنین کے دو موزوں'' کے سوا انھیں کچھ نہیں ملتا۔لہٰذا آپ اچھی طرح دیکھیں اور ہر بجلی کی طرف نظر نہ اٹھائیں کیونکہ بعض بجلیوں میں ہلاکت والی کڑک بھی ہوتی ہے۔)

حلقے نہیں یہ زلف کے، پھندے ہیں جال کے
ہاں اے نگاہ شوق! ذرا دیکھ بھال کے

☆......☆......☆

ناعاقبت اندیش

مولود کعبہ نمبر میں ''عبدالقادر'' نامی ایک واعظ صاحب کا مضمون بھی شامل کیا گیا ہے جس میں انھوں نے سیدنا علی المرتضیٰ کی ولادت کے متعلق ایک قصہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ: کتب صحاح کی حدیث ہے۔یا علی لا یحل لا حد ان یجنب ھذا المسجدغیری و غیرك۔اس میری مسجد میں کوئی آدمی حالت جنابت میں نہیں گزر سکتا سوائے میرے اور علی کے۔

پھر نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ تو ہماری بحث سے بالاتر ہیں لیکن علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتلائیے کہ علی حالت جنابت میں کیوں گزر سکتا ہے؟ کہا اس بات کو سمجھ (جو) پیدائش کے وقت کعبے کو گندہ نہ کرے وہ جنابت کی حالت میں مسجد کو گندہ نہیں کرتا۔

پھر کہتے ہیں:

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ کے ساتھ سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی جو وحدت بنتی ہے وہ کتنی خوبصورت ہے۔فرمایا میں اور علی گزریں، یہ تم سے مستثنیٰ ہے کیوں کہ میں وہ ہوں کہ جس کی ٹھوکر زمین کو لگی تو تمام روئے زمین مسجد بن گئی۔جعلت لی الا رض مسجداً وطھوراً............

اور علی وہ ہے جو کعبے کے اندر پیدا ہوا اور کعبے کو گندہ نہیں کیا اس لیے میری وجہ سے بھی

تطہیر ہی تطہیر ہے اور علی کی وجہ سے بھی تطہیر ہی تطہیر ہے۔(مولود کعبہ نمبر ص, 171 172)

قارئین! اس قصہ گو واعظ کو ملک محبوب نے ''مفکر اسلام'' کا لقب بھی دیا ہے حالانکہ اس کا یہ اقتباس پڑھ کر تو محسوس ہوتا ہے کہ اسے اپنی عاقبت کی بھی فکر نہیں؛ اسی لیے تو بڑی ڈھٹائی سے نبی پاک کی طرف یہ بات منسوب کر رہا ہے کہ آپ نے فرمایا: علی وہ ہے جو کعبے کے اندر پیدا ہوا اور کعبے کو گندہ نہیں کیا.........

کیا واقعی یہ بات رسول اللہ نے فرمائی؟؟ ثبوت پیش کرے۔

اور اگر اس کا کوئی ثبوت نہیں تو پھر اسے معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنا اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔■

بس اللہ پاک اس قسم کے قصہ گو حضرات کو ہدایت دے اور یہ سمجھ عطا فرمائے کہ سید عالم ﷺ پر جھوٹ باندھنا اکبر الکبائر میں سے ہے چاہے وہ ترغیب میں ہو، ترہیب

■ اور اس حدیث کو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے بڑی تفصیل سے اپنی کتاب ''تحذیر الخواص'' میں لکھا ہے اور امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی موضوعات کے حوالے سے فرمایا کہ: دنیا میں اس کے سوا کوئی ایسی حدیث نہیں جسے عشرہ مبشرہ صحابہ علیہم الرضوان نے بیان کیا ہو۔

(تحذیر الخواص من اکاذیب القصاص، الفصل الاول فی سیاق الاحادیث، ص 58، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثانیه 1394۔ (امام ابن جوزی کا کہنا ہے کہ یہ حدیث مجھے حضرت عبد الرحمان بن عوف سے نہیں ملی۔) الموضوعات، الباب الثانی فی قوله علیه السلام من کذب .... ج 1، ص 64,65، دار الفکر بیروت، الطبعة الثانیه 1403ھ۔)

میں ہو، وعظ میں ہو یا کسی بھی قسم کے کلام میں، فکلہ حرام من اکبر الکبائر واقبح القبائح ۔ یہ سب حرام، بہت بڑا گناہ اور بہت بڑی برائی ہے۔(المنهاج شرح صحیح مسلم بن حجاج ،باب تغليظ الكذب ......،ج 1،ص 70، دار احیاء التراث العربی بیروت، الطبعة الثانيه 1392ھ)

پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ اس قسم کے واعظ وقصہ گولوگوں کی ایسی گفتگو باقاعدہ شائع کی جانے لگی ہے اور وہ بھی معاذ اللہ ''عظمت حضرت مولیٰ مرتضیٰ'' کے نام سے! کیا مولیٰ مرتضیٰ پاک کی یہ عظمت ہے کہ ان کی ذات پر جھوٹ باندھا جائے؟ اور پھر ستم بالائے ستم یہ کہ ایسے ناعاقبت اندیش واعظین کو لوگ ''مفکر اسلام'' جیسے القابات دے کر عوام مسلمین کو ان کے دام تزویر میں پھنسا رہے ہیں۔

وسیعلم الذین ظلموا ایّ منقلب ینقلبون۔ (اور عنقریب جان لیں گے ظالم کہ وہ کیسی لوٹنے کی جگہ لوٹ کر جاتے ہیں)

☆......☆......☆

کم فہم صاحبزادہ

ملک محبوب نے ''مولائے مرتضیٰ مولود کعبہ'' کے عنوان سے صبغت اللہ نامی ایک صاحبزادہ صاحب کا مضمون بھی شائع کیا ہے جو کہ انھوں نے ہماری کتاب دیکھے بغیر لکھا۔■ صاحبزادہ صاحب نے اگرچہ اپنے مضمون میں ''قائم آل محمد صلوات اللہ علیہ'' جیسی اصطلاحات بھی استعمال فرمائی ہیں (مولود کعبہ نمبر، ص 211) جن پر ہم فی الحال کلام نہیں کرتے؛ صرف ''مولود کعبہ'' سے متعلقہ مواد کے بارے عرض ہے کہ اولاً تو صاحبزادہ صاحب نے سیدنا مرتضیٰ کریم کے مولود کعبہ ہونے پر ایک بھی ایسا حوالہ نہیں دیا جس کی کوئی اصل ہو، سب کے سب بے سند و بے اصل۔

ثانیاً: جو چند حوالے دیے ہیں ان میں سے قابل تکلم مثلاً: مستدرک، مروج الذھب وازالۃ الخفاء پر ہم تبصرہ کر چکے ہیں۔

اور بقیہ اس لائق نہیں کہ انھیں جلیل الشان محدثین اہل سنت کی لکھی ہوئی بات اور بیان کردہ شواہد کے خلاف بطور حجت پیش کیا جائے۔ بلکہ ان میں سے بعض مورد تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کیا ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنھما کی گستاخی پر مشتمل عبارات کے بھی حامل ہیں، دیگر بے سروپا شیعی روایات مزید برآں۔

ثالثاً: ہاں صاحبزادہ صاحب نے نہج البلاغہ کے حوالے سے اپنے دعوی کی دلیل کے

■ لیکن جب اس کا مطالعہ کیا تو فون پر داد تحقیق دی۔

طور پر سیدنا مرتضیٰ کریم کا جو فرمان پیش کیا ہے اس پر تبصرہ کرتے ہیں و باللہ التوفیق۔
صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں: اپنی اس ولادت کی شان کو جناب امیر علیہ السلام نے خود مدح سرکار رسالت فرماتے ہوئے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔ عترتہ خیر العتر واسرتہ خیر الاسر شجرۃ خیر الشجر بنت فی حرم وسبقت فی کرم،لھا فروع طوال ،وثمر لاقنال ۔■
اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:
سرکار رسالت کی عترت بہترین عترت ہے، ان کا خاندان بہترین خاندان ہے۔ ان کی اولاد کا شجرہ نسب بہترین شجرہ نسب ہے۔ جو حرم یعنی خانہ کعبہ میں اگا اور جو اللہ کے فضل وکرم سے پھولا پھلا اس کی شاخیں دراز اور پھل ایسے بے نظیر ہیں کہ کوئی ان تک پہنچ نہیں سکتا۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 207)
صاحبزادہ صاحب اس فرمان سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علی نے اپنے مولود کعبہ ہونے کا بذات خود اظہار فرمایا ہے۔ لیکن یہ ان کی کم فہمی ہے، اس فرمان میں تو ایسا کوئی اشارہ بھی نہیں جو صاحبزادہ صاحب کا مدعا پورا کرے۔
شاید جناب نے ان دو لفظوں ''حرم'' اور ''شجرہ'' سے دھوکا کھایا ہے۔ (جیسا کہ ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے۔) میں صاحبزادہ صاحب کو بڑی محبت سے عرض کرتا ہوں عزیزم!
(۱) ''حرم'' کا کعبہ سے اختصاص صحیح نہیں۔ کیوں کہ ''حرم'' صرف کعبہ ہی نہیں سارا مکہ

■ یہ عبارت درست نہیں؛ شاید صاحبزادہ صاحب نے اس پر نظر ثانی نہیں کی۔

شریف ہے۔اور مکہ شریف ہمارے حرم کہنے سے حرم نہیں، اسے اللہ نے ''حرم'' بنایا ہے۔جیسا کہ: حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: سمعته اذنای ووعاہ قلبی وابصرته عینای حین تکلم به ۔رسول اللہ ﷺ سے میرے کانوں نے سنا، میرے دل نے یاد رکھا اور میری آنکھوں نے دیکھا جب آپ فرما رہے تھے'' ان مکة حرمها الله ولم یحرمها الناس ۔''اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ مکہ انسانوں نے نہیں، اللہ نے حرم قرار دیا ہے۔(بخاری، رقم 104، مسلم رقم 446، ترمذی رقم 809، مسند احمد رقم 16373، سنن الکبریٰ للنسائی رقم 3845 وغیرہ کتب احادیث)

لہٰذا مذکورہ فرمان میں جو لفظ ''حرم'' واقع ہوا اس سے مراد خانہ کعبہ ہو، یہ ضروری نہیں۔■

(۲) اسی طرح ''شجرہ'' سے مراد بھی جناب مرتضیٰ نہیں۔اس سے کیا مراد ہے؟

اسی خطبہ کا ماقبل ملاحظہ فرمائیں آپ خود ہی مراد تک پہنچ جائیں گے۔(ان شاء اللہ)

اسی خطبہ کے ماقبل یہ الفاظ ہیں: فاخرجه من افضل المعادن منبتاً واعز الارومات مغرسا من الشجرة التی صدع منها انبیاءَہ، وانتخب منها امناءہ۔(اللہ رب العزت نے سید عالم ﷺ کو) ایسے معادن سے جو پھلنے پھولنے کے اعتبار سے بہترین اور ایسی اصلوں سے جو نشوونما کے لحاظ سے عزت ووقار کی حامل تھیں پیدا کیا۔اس شجرہ سے جس سے انبیاء علیہم السلام کو پیدا

■ شارح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید نے بھی لفظ ''حرم'' کی شرح ''مکہ'' سے تو کی ہے ''کعبہ'' مراد نہیں لیا۔(شرح نهج البلاغه، ج 7، ص 45، مؤسسة الاعلمی للمطبوعات بیروت)

کیا اور امین منتخب فرمایا۔ عترته خير العتر، واسرته خير الاسر، وشجرته خير الشجر، نبتت فی حرم، وبسقت فی کرم، لها فروع طوال وثمر لاتنال ۔ان کی عترت بہترین عترت، اور شجرہ بہترین شجرہ ہے جو حرم میں اگا اور کرم کے سایہ میں پروان چڑھا، جس کی شاخیں طویل اور پھل دسترس سے باہر ہیں۔ (نهج البلاغة، خطبه93، ص185، طبع بمطبعة عيسى البابی الحلبی وشرکاه بمصر)

اس کا اردو ترجمہ مفتی جعفر نے اس طرح کیا ہے: ان کی عزت بہترین عزت اور قبیلہ بہترین قبیلہ اور شجرہ بہترین شجرہ ہے۔ جو سرزمین حرم پر اگا اور بزرگی کے سایہ میں بڑھا جس کی شاخیں دراز اور پھل دسترس سے باہر ہیں۔ (نہج البلاغہ، خطبہ92، ص 204، ثاقب پبلی کیشنز لاہور)

اسی طرح شیخ غلام علی اینڈ سنز کے شائع کردہ نہج البلاغہ کے (اردو) ترجمہ میں بھی اس کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے: آپ کا خاندان بہترین خاندانوں میں سے تھا، آپ کا شجرہ تمام شجروں میں افضل و برتر تھا کہ حرم میں نشو ونما پائی اور (بوستان) مجد وشرف میں پروان چڑھا اس درخت کی شاخیں دراز ہیں اور اس کے میوہ تک ہر ایک کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ (نہج البلاغہ، حصہ اول، اھل بیت............ دعوت عمل، ص316)

ولہٰذا اس خطبہ سے صاحبزادے کا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مولود کعبہ ثابت کرنا کم فہمی کی بنا پر ہے، اس سے آپ کی کعبہ میں پیدائش ثابت نہیں ہوتی۔

قارئین! اگرچہ اب وہ لوگ شاذ ہیں جو اپنی غلطی تسلیم کرلیں، اب تو بقول اقبال یہ صورت حال ہے کہ۔

ہے کس کی یہ جرأت کہ مسلمان کو ٹوکے
حریت افکار کی نعمت ہے خدادا!
چاہے تو کرے کعبے کو آتش کدۂ پارس
چاہے تو کرے اس میں فرنگی صنم آباد
قران کو بازیچۂ تاویل بنا کر!
چاہے تو خود اک تازہ شریعت کرے ایجاد

لیکن اس کے باوجود ہم صاجزادے سے عرض کرتے ہیں کہ کم فہمی کی وجہ سے آپ نے کلام مرتضیٰ میں جو تحریف کر کے لوگوں کو دھوکا دینے کا جرم کیا ہے، ہماری ان معروضات کے بعد اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے فوراً توبہ کریں!

☆......☆......☆

خستہ

ملک محبوب نے مولود کعبہ نمبر میں ''ظہیر عباس'' نامی ایک شخص کے مضمون کا بھی نمبر لگایا ہے۔ یہ تو ہمیں معلوم نہیں کہ موصوف کن نظریات کا حامل ہے البتہ اس کا مضمون اس کی جس کیفیت کی غمازی کر رہا ہے وہ انتہائی ''خستہ'' ہے۔

اس نے سیدنا علی المرتضیٰ کی بیت اللہ میں ولادت کے بارے میں لکھا ہے: یہ واقعہ کوئی حادثاتی طور پر رونما نہیں ہوا بلکہ رب العالمین کی بارگاہ میں یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ حسنین کریمین کے بابا اور سیدہ زہرا رضی اللہ عنہم کے سرتاج صاحب ذوالفقار حیدری، شہنشاہ ولایت، باب مدینۃ العلم، امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادت کعبہ معظمہ میں ہوگی .... اس کے بعد کہتا ہے:

آج کچھ جاہل، بدباطن اور کور باطن لوگ اس بات پر مصر ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مولود کعبہ نہیں۔ چاند کو جتنا مرضی برا کہو چاند کی روشنی اور نور میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا مگر کہنے والے کے مبلغ علمی، بد دماغی اور حقائق سے ناآشنائی کا اندازہ ضرور ہو جاتا ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 267)

ذی علم قارئین! یہ عبارت پڑھ کر کیا یوں محسوس نہیں ہوتا کہ کوئی افیونی نشے کی حالت میں بڑ ہانک رہا ہے؟ میری آپ سے گزارش ہے کہ اسے کم از کم اتنا تو پوچھیں کہ تجھے کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ فیصلہ خداوندی تھا؟

یہ کتنی بڑی جسارت ہے کہ ایک من پسند اور بے ثبوت بات کو فیصلہ خداوندی کہا جا رہا ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ فمن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا لیضل

الناس بغیر علم ط ان اللہ لایھدی القوم الظلمین ....(اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے کہ لوگوں کو اپنی جہالت سے گمراہ کرے بے شک اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا)

پھر اس کے یہ الفاظ کہ: کچھ جاہل، بدباطن اور کور باطن لوگ اس بات پر مصر ہیں......... الخ بھی اس کی ''خستگی'' کا پتا دے رہے ہیں۔

شاید اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ بڑے بڑے ائمہ، فقہا، علما اور محدثین نے مولیٰ مرتضیٰ کی ولادت کعبہ کا انکار کیا ہے ■ ورنہ یہ ژاژ خائی نہ کرتا۔ کیوں کہ ان ائمہ کو جاہل، بدباطن، کورباطن، بددماغ اور حقائق سے ناآشنا وہی کہہ سکتا ہے جو بذات خود ان مناصب پر بدرجہ اتم فائز ہونے کے ساتھ جہالت، حماقت، سفاہت، غباوت اور خباثت کی اضافی ڈگریوں کا بھی حامل ہو۔

دو عبارتیں

اس کے بعد لکھتا ہے:

(۱) امام حاکم المستدرک میں نقل کرتے ہیں ان علیا اول من ولد من بنی ھاشم فی جوف الکعبۃ۔ بنی ہاشم میں حضرت علی وہ صاحب شرف ہیں جو بیت اللہ کے اندر پیدا ہوئے۔

بعد ازاں اسد الغابہ کے حوالے سے لکھا ہے:

■ جس کی تفصیل مولود کعبہ کون؟ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

(۲)ان علیا ولد داخل البیت الحرام فی یوم الجمعة لیلة الثالث عشر من شهر رجب قبل البعثة بعشر سنینن ۔ حضرت علی المرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ عنہ بیت اللہ کے اندر پیدا ہوئے اور آپ بعثت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دس سال پہلے 13 رجب بروز جمعتہ المبارک دنیا میں تشریف لائے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص267,268) اگر چہ یہ دونوں عبارات بے سند و بے اصل ہونے کی وجہ سے لائق التفات نہیں، ''لیکن یہ محولہ کتب میں ہیں بھی یا نہیں؟''

یہ ایک الگ سوال ہے جس کا جواب ناقل کے ذمہ ہے۔

مزید ہرزہ سرائی

ظہیر صاحب نے یہ لکھ کر کہ:

آپ کے ''مولود کعبہ'' ہونے کا فیصلہ پہلے ہو چکا تھا کیوں کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ولادت کی خبر الہامی کتابوں میں آ چکی تھی ۔ ''رافضیوں کے امام، شیخ مفید کا بیان کردہ ایک واقعہ بھی درج کیا ہے۔'' (مولود کعبہ نمبر، ص268 تا 270)

لیکن افسوس ہے اس پر کہ رافضیوں کے امام کے بیان کردہ اس پورے قصہ میں اہل سنت کے چوتھے امام، دافع رافضیت، سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنی کے ''مولود کعبہ'' ہونے کا ذکر تک نہیں۔ لیکن اسے نقل کرنے کے بعد یہ کہتا ہے:

حیدر کرار کے مولود کعبہ ہونے کا انکار بھی بغض علی ہے۔ (مولود کعبہ نمبر، ص270)

قارئین اہل سنت! ہمارے آقا سیدنا مرتضیٰ کریم کے مولود کعبہ ہونے کے انکار کو ''بغض علی'' قرار دینے والے تنہا یہ صاحب ہی نہیں کئی ایسے حضرات ہیں جنھوں نے

ہماری کتاب دیکھے بغیر صرف نام سنتے ہی ”چہ داند بوزنہ لذات ادرک“ (بندر کیا جانے ادرک کا سواد) کے مطابق آؤ دیکھا نہ تاؤ آنڈے بانڈے کھانے شروع کردیے اور ہنوز کھائے جارہے ہیں اور لوگوں کو بتا رہے ہیں کہ جیسے پاگلوں کے بارے میں فارسی مثل مشہور ہے۔ ”دیوانہ راہوئے بس است۔“ (صرف ہو کہ دیں تو دیوانہ چھڑ جاتا ہے) ہم بھی وہی ہیں۔

اگر یہ باشعور اور صاحب عقل ہوتے تو غور کرتے کہ جن محدثین نے تادم زیست محبت مرتضٰی کا علم سرنگوں نہیں ہونے دیا اور اسی جناب عالی کے ذکر خیر میں ان کی عمریں بیت گئیں جب وہ بھی کہہ رہے ہیں کہ ”حضرت علی مولود کعبہ نہیں، مولود شعب بنی ہاشم ہیں“ تو پھر اسے بغض علی پر محمول کرنا پاگل پن نہیں تو کیا ہے۔

☆......☆......☆

دو کہانیاں

ملک محبوب نے ہمارے آقا و مولیٰ، صحابی رسول، کاتب وحی، داماد نبی سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو مولود کعبہ ثابت کرنے کے لیے اپنے ''مولود کعبہ نمبر'' میں کسی صاحبزادہ عرفان الٰہی صاحب کا بعنوان ''آج تک آفاق میں ہے ہیبت شیر خدا'' ایک مضمون بھی شامل کیا ہے۔ جس کی ابتدا اس کہانی سے ہوتی ہے:

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد طواف کعبہ میں مصروف تھیں، طواف کرنے والوں کا جم غفیر تھا کہ حضرت فاطمہ کو دردِ زہ شروع ہوا تو آپ گھبرا گئیں کہ کیا کروں اپنے گھر تو جا نہیں سکتی اور یہاں لوگوں کا ہجوم ہے۔ اچانک دیوار کعبہ پھٹی اور ندائے غیبی آئی کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں اگر اپنے گھر نہیں جا سکتی تو ہمارے گھر میں آجا۔ ایسی حالت میں کوئی بھی عورت کسی بھی مسجد کے قریب نہیں جا سکتی بلکہ بی بی مریم کو حکم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہونے والی ہے۔ بیت المقدس سے ذرا دور چلی جا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کو کعبہ کے اندر بلا لیا گیا۔ (مولود کعبہ نمبر، ص 301)

اس کہانی کی حقیقت

قارئین! رافضیوں نے انبیاء علیہم السلام پر حضرت علی کی فضیلت ثابت کرنے کے لیے ایک روایت وضع کی ہے جس کا آخری حصہ یہ کہانی ہے۔ جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

آنکه علماء ایشان باوجود ادعاء تاریخ دانی حکایات موضوعه مفتراة که صریح موافق علم تاریخ کذب وبهتان اند در کتب معتمده خود ثبت نمایند واثبات بعض امهات مسائل اعتقادیه............ رافضیوں کے وہ علما جنھیں اپنی تاریخ دانی کا بڑا دعویٰ ہے جھوٹی وموضوع کہانیاں جوکہ تاریخی اعتبار سے جھوٹ وبہتان ہیں، اپنی قابل اعتماد کتابوں میں درج کرتے ہیں۔اور ایسی ہی روایات سے اپنے عقیدہ کے بعض بنیادی مسائل ثابت کرتے ہیں............

اس کے بعد حضرت محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضعی روایت نقل کی ہے اوراس کے آخری حصہ پران الفاظ میں تبصرہ کیا ہے:

آنکه آنچه در قصه ولادت حضرت عیسی ذکر کرده واهی محض ومخالف تواریخ است زیرا که درتولد حضرت عیسی اختلاف بسیارا ست مشهور آنست که تولد ایشان در بیت اللحم است وبعضی گویند بفلسطین وبعضی گویند بمصروبعضی گویند بدمشق وکسی ازمؤرخین این نگفته که حضرت مریم رادرد زِه درمسجد بیت المقدس لاحق شده بود واگر بفرض اینهم بوده باشد پس ازین کجا که ایشان راازمسجد بیرون کردند بلکه نص قرآنی دلالت صریح میکند که ایشان را اضطرار درد بر آن آور که برچیزی تکیه نمایند وبسبب آنکه علوق حضرت عیسی بی پدر شده بود از اظهار این امر درمردم عارداشتند لاچار بصحراز دند وویرانه جستند وتنه درخت راتکیه گاه ساختند

وچون درین حالت بصحرا رفتن وبی استعانت به کسی وضع حمل نمودن خیلی دشوار آمد بی اختیار آرزوی موت نمودند۔قولہ تعالیٰ (فاجاء ها المخاض الی جذع النخلة قالت یالیتنی مت قبل هذا وکنت نسیاً منسیاً ۔مریم،۲۳)

(روافض نے اپنا مدعا یعنی افضلیت علی ثابت کرنے کے لیے) جو کہانی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بارے میں بیان کی ہے وہ بھی محض واہی اور خلاف تاریخ ہے، کیوں کہ سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کے تولد میں بہت اختلاف ہے۔ ''مشہور یہی ہے کہ آپ بیت اللحم میں پیدا ہوئے'' ہاں بعض فلسطین، بعض مصر اور بعض دمشق کا بھی کہتے ہیں لیکن کوئی مؤرخ یہ نہیں کہتا کہ سیدہ مریم کو بیت المقدس میں درد زہ ہوا۔اور اگر بالفرض ایسا ہوا بھی ہو تو یہ کہاں سے آ گیا کہ انھیں مسجد بیت المقدس سے نکال دیا گیا؟ بلکہ نص قرآنی تو یہ صراحت کرتی ہے کہ انھیں درد زہ (پیدائش کے وقت ہونے والے درد) کی وجہ سے یہاں تک بے چینی ہوئی کہ انھوں نے چاہا کسی چیز کے ساتھ ٹیک لگاؤں لیکن چونکہ سیدنا روح اللہ علیہ السلام کا علوق بغیر باپ کے ہوا تھا اس لیے لوگوں پر ظاہر کرنے سے شرماتی بھی تھیں، اسی وجہ سے جنگل کی طرف تشریف لے گئیں اور وہاں پہنچ کر ایک درخت (کھجور) کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔ پھر جب اس حالت میں جنگل کی تنہائی اور کسی کی مدد کے بغیر وضع حمل کی دشواری محسوس ہوئی تو بے ساختہ موت کی آرزو کرنے لگیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا

وَ کُنۡتُ نَسۡیًا مَّنۡسِیًّا۔ پھر اسے (مریم کو) جننے کا درد ایک کھجور کی جڑ میں لے آیا بولی ہائے کسی طرح میں اس سے پہلے مرگئی ہوتی اور بھولی بسری ہو جاتی۔(تحفه اثناء عشریه، کبد هشتاد و هفتم (87)، ص 152، 162، مکتبة الحقیقة ترکی، 1432ھ۔ ص 74، 78، 79، کتب خانه اشاعت اسلام مٹیا محل دهلی)

تو قارئین کیا کسی سُنی مسلمان سے امید کی جاسکتی ہے کہ جناب مرتضٰی کی شان میں وارد احادیث صحیحہ چھوڑ کر اس طرح کے خلاف عقل و نقل قصے بیان کر کے اپنی عاقبت خراب کرے!

دوسری روایت

عرفان صاحب نے اس کہانی کے بعد یہ بے سروپا روایت بھی لکھی ہے کہ:

علماء کرام لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب بڑے ہوئے تو حضور ﷺ نے ایک دن آپ سے پوچھا: اے علی تو نے کعبہ میں پیدا ہو کر آنکھیں کیوں بند رکھیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور اللہ نے مجھے آپ کے لیے بھیجا تھا تو میں نے سوچا:

اعظم اوتھے کی "ویکھنا" جتھے یار نظر نہ آوے، (مولود کعبہ نمبر، ص 303)

قارئین! رسول اللہ ﷺ پر افترا بہت بڑا جرم ہے حتیٰ کہ حضرت علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کہتے ہیں: قال شیخ مشایخنا الحافظ جلال الدین السیوطی، لا اعلم شیئاً میں الکبائر قال احد من اهل السنة بتکفیر مرتکبه الاالکذب علی رسول الله ﷺ۔ شیخ المشائخ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: سوائے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے

میں کسی ایسے کبیرہ گناہ کو نہیں جانتا جس کے مرتکب کی اہل سنت تکفیر کرتے ہوں۔

(الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الکبری، ص28، رقم 96، دارالکتب العلمیہ بیروت، الطبعة الاولی 1405ھ) لیکن شاید ملک محبوب کو اس کا علم نہیں جبھی تو دنیوی لالچ میں اس طرح کے مضامین کی تشہیر کر کے اپنی آخرت برباد کر رہا ہے۔

کاشکے! ایسے لوگوں کو کوئی سمجھا دے۔

اے خداوند ان دولت! خسروانِ کج کلاہ
تابہ کے یہ آرزوئے طمطراق وحب جاہ
کر دیا ہے تم کو دنیا کی محبت نے تباہ
دشمن دین مبیں ہو، کفر کے ہو خیر خواہ

کعبہ ہے ایوان حکمت، قصر دولت دیر ہے
دانش و دینار میں باہم ازل سے بیر ہے

☆......☆......☆

طالب علم کو نصیحت

ملک محبوب نے ایک مضمون جامعہ اسلامیہ کے طالب علم ''محمد ادریس خان'' کا بھی شائع کیا ہے۔ چونکہ یہ طالب علم غلط سمت کی طرف عازم ہے اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اسے مشفقانہ انداز میں یہ نصیحت کروں کہ بیٹا!

آپ نے ''ولادت طیبہ'' کے عنوان کے تحت مدارج النبوت شریف کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے، مدارج النبوت میں نہیں۔ مدارج النبوت میں صرف یہ الفاظ ہیں: گفته اند که بود ولادت وی در جوف کعبه۔ کہتے ہیں کہ حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے۔ (مدارج النبوت، باب هفتم، در ذکر کتاب آں حضرت ﷺ، علی المرتضیٰ رضی الله تعالیٰ عنه، ج 2، ص 531، سطر 24، نوریه رضویه لاهور، طباعت دوم 1997ء) کون کہتے ہیں؟ شیخ علیہ الرحمہ نے وضاحت نہیں فرمائی۔

لہٰذا آپ کو ابھی سے ہی اپنی تحریر محتاط کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اسی میں دنیا و عقبیٰ کی بھلائی ہے۔ اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ لوگوں کی ایسی عادات جو کل کو باعث عار بن جائیں اپنانا ہرگز درست نہیں۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ مفتی محمد خان اور ان کے خلیل و محبوب کی عادات و اطوار اپنانے کے چکر میں ہیں۔

عزیز من! یہ حرکت ہرگز نہ کریں ورنہ عظمت کی بجائے ذلت آپ کا پیچھا کرے گی۔

☆......☆......☆

تأثرات

ملک محبوب نے مولود کعبہ نمبر کے آخر میں کچھ ''فتاوی جات وتأثرات'' بھی نقل کیے ہیں جس سے عام قاری کو یہ دھوکا ہوسکتا ہے کہ شاید یہ تأثرات اس کے ''نمبر'' پر لکھی گئی تقاریظ ہیں۔لیکن ایسا نہیں!

دراصل یہ عظمت شاہ کی کتاب پر لکھی گئی تقاریظ ہیں جن کا نمبر، مدیراعلیٰ نے محض نمبر بنانے کے لیے اپنے ''مولود کعبہ نمبر'' کے آخر میں لگایا ہے۔لیکن چونکہ یہ تمام فتاوی جات وتأثرات ہماری کتاب مولود کعبہ کون؟ سے پہلے کے ہیں اس لیے (ان کی نادرستی کے باوجود) ان پر مفصل کلام کرنے سے فی الحال ہم توقف کرتے ہیں۔

البتہ ان تمام بزرگوں کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ حضرات ذی وقار! آپ نے عظمت شاہ کی کتاب دیکھی، ازراہ شفقت نبی اکرم ﷺ کے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الاسنیٰ کو جاری کردہ اس فرمان: فاذاجلس بین یدیك الخصمان فلا تقضین حتیٰ تسمع من الاخر کما سمعت من الاول فانه احریٰ ان یتبین لك القضاء۔ جب دو فریق تمھارے سامنے بیٹھیں تو اس وقت تک فیصلہ ہرگز نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات نہ سن لو جیسے پہلے کی سنی تھی، کیوں کہ اسے بھی اپنی بات بیان کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔(ابوداود، رقم 3582، سنن الکبریٰ للنسائی، رقم 8366) کے پیش نظر ہماری کتاب بھی ملاحظہ فرمائیں اور بعدازاں فیصلہ کریں؛ ان شاء اللہ تعالیٰ مبنی برعدل فیصلے کا ہم شکریہ کے ساتھ خیر مقدم کریں گے۔!

ہماری عرض

اس کے علاوہ ہم ان تمام علماء اہل سنت وسادات کرام کی خدمت میں عرض پرداز ہیں جو ہمارا موقف سنے پڑھے بغیر ہی یک طرفہ رائے قائم کیے ہوئے ہیں، یا جنھوں نے ہمارا موقف پڑھا تو ہے لیکن پہلے سے قائم کردہ رائے کے خلاف وہ کوئی بات سننا پسند نہیں فرماتے اگرچہ کیسی ہی ''مدلل وصحیح'' ہو، کہ اگر آپ ہمارے ساتھ اتفاق نہیں کرتے تو ہم سے قوی دلائل کے ساتھ اپنا موقف بیان کریں!

لیکن اگر آپ کے پاس ایسے دلائل بھی نہ ہوں اور آپ ہمارا موقف بھی تسلیم نہ کریں تو پھر آپ کو یہ حق بھی نہیں پہنچتا کہ ہمارے خلاف محاذ آرا نفس وہوا کے بندوں کے حامی بن جائیں۔ آپ کی خدمت میں عاجزانہ التجا ہے۔

بے وفائی سے وفاؤں کا صلہ مت دینا
بددعا دینے سے اچھا ہے دعا مت دینا
تہمتیں آپ کے دامن سے لپٹ سکتی ہیں
آگ جب سلگی ہوئی ہو تو ہوا مت دینا
گل کھلا سکتا ہے آوارہ خیالی کا سفر
ذہن حساس کو خوشبو کا پتا مت دینا

اور ہماری اس رواداری وفراخدلی کا کچھ احساس کرتے ہوئے کاش آپ کے ذہن میں آجائے۔

جن سے منسوب ہے تاریخ رواداری کی

آندھیوں! ایسے درختوں کو کرامت دینا

بدرگاہ مجیب الدعوات عزوجل

مجھ کو سادات کی نسبت کے سبب میرے خدا
عاجزی دینا تکبر کی ادا مت دینا!

نکتہ پرداز ونکتہ نواز قارئین کی نذر۔

جو مکاں لمس شناسی کا ہنر جانتے ہیں
ان کو دستک کی ضرورت ہے صدا مت دینا

باقی رہے وہ لوگ جو ہمارے موقف سے محض جہالت وکم علمی کی وجہ سے ناخوش ہیں اوراسی بناپر غلط زبان استعمال کرنے کے لیے پر تول رہے ہیں، تو ان سے ہم کسی قسم کی گزارش کرتے ہیں نہ ضرورت ہے بقول بیدم وارثی۔

وہ اک کہیں گے ہم سے تو ہم سو سنائیں گے
منہ آئیں گے ہمارے تو اب منہ کی کھائیں گے
بیدم وہ خوش نہیں ہیں تو اچھایوں ہی سہی
ناخوش ہی ہو کے غیر مرا کیا بنائیں گے

آخر میں، ہم اللہ رب العزت سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں خلیفہ رابع، داماد نبی، مکی، مدنی ہاشمی، مطلبی، سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ کی افراط سے پاک محبت پر ہی قائم رکھے اور آپ کی طرف منسوب بے اصل و بے ثبوت باتوں کی نشاندہی کی توفیق عطا فرمائے آمین!

السلام اے احمدت صہر

السلام اے احمدت صہرو برادر آمدہ
حمزہؓ سردار شہیداں عم اکبر آمدہ
جعفرے کومی پر دصبح ومسا باقدسیاں
باتوہم مسکن بہ بطنِ پاک مادر آمدہ
بنت احمد رونق کاشانہ وبانوے تو
گوشت وخون تو بلحمش شیروشکر آمدہ
ہر دو ریحان نبی گلہائے توزاں گل زمیں
بہر گل چینت زمین باغ برتر آمدہ
می چمیدی گلبنادر باغ اسلام وہنوز
غنچہ ات نشگفت ونے نخلے دِگر بر آمدہ
نرم نرم ازبزم دامن چیدہ رفتہ بادتند
یاعلی چوں برزبان شمع مضطر آمدہ
ماہ تاباں گو متاب ومہر رخشاں گو مرخش
باختر تا خاورا سمت نور گستر آمدہ
حل مشکل کن بروئے من دررحمت کشا
اے بنام تومسلم فتح خیبر آمدہ
مرحبا اے قاتل مرحب امیر الاشجعین

در ظلال ذوالفقارت شور محشر آمدہ

سینہ ام را مشرقستان کن بنور معرفت

اے کہ نام سایہ ات خورشید خاور آمدہ

کے رسد مولیٰ بمہر تابناکت نجم شام

گو بنور صحبت اُو صبحِ انور آمدہ

ناصبی رابغض تو سوئے جہنم رہ نمود

رافضی از حب کاذب در سقر در آمدہ

من زحق می خواہم اے خورشید حق آں مہر تو

کز ضیائش عالم ایماں منور آمدہ

بہر استر چادر مہتاب واین زریں پرند

نا پذیرائے گلیم بخت قنبر آمدہ

تشنہ کام خود رضائے خستہ راہم جرعہ

شکر آں نعمت کہ نامت شاہ کوثر آمدہ

☆......☆......☆

طالب ولائے

بوبکر و بوحفص و بوعمرو و بوالحسن

محمد لقمان عفا عنہ الرحمٰن

۲۰ شوال المکرم ۱۴۳۲ھ

ایک تاریخی مسئلہ پر لکھی گئی اپنی نوعیت کی منفرد علمی و تحقیقی کتاب

مولود کعبہ کون؟

مؤلف
قاری محمد لقمان